SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, January 26, 2009

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at twenty eight minutes past four in the evening with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بل اتبع الذین ظلموا اھوآء ھم بغیر علم فمن یھدی من اضل اللہ وما لھم من نصرینO فاقم وجھک للدین حنیفا فطرت اللہ التی فطر الناس علیھا لا تبدیل لخلق اللہ ذلک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمونO منیبین الیہ واتقوہ واقیموا الصلوۃ ولا تکونوا من المشرکینO

ترجمہ: بلکہ جن لوگوں نے ظلم کیا ہے وہ بغیر علم (وہدایت) کے اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں، پس اس شخص کو کون

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, January 26, 2009

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at twenty eight minutes past four in the evening with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بل اتبع الذین ظلموا اھوآ ء ھم بغیر علم فمن یھدی من
اضل اللہ وما لھم من نصرینO فاقم وجھک للدین حنیفا فطرت اللہ
التی فطر الناس علیھا لا تبدیل لخلق اللہ ذلک الدین القیم ولکن
اکثر الناس لا یعلمونO منیبین الیہ واتقوہ واقیموا الصلوۃ ولا
تکونوا من المشرکینO

ترجمہ: بلکہ جن لوگوں نے ظلم کیا ہے وہ بغیر علم (وہدایت)
کے اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں، پس اس شخص کو کون

ہدایت دے سکتا ہے جسے اللہ نے گمراہ ٹھہرادیا ہو اور ان لوگوں کے لئے کوئی مددگار نہیں ہے۔ پس آپ اپنا رخ اللہ کی اطاعت کے لئے کامل یکسوئی کے ساتھ قائم رکھیں۔ اللہ کی (بنائی ہوئی) فطرت (اسلام) ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا فرمایا ہے (اسے اختیار کر لو) اللہ کی پیدا کردہ (سرشت) میں تبدیلی نہیں ہو گی، یہ دین مستقیم ہے لیکن اکثر لوگ (ان حقیقتوں کو) نہیں جانتے۔ اسی کی طرف رجوع و انابت کا حال رکھو اور اس کا تقویٰ اختیار کرو اور نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے مت ہو جاؤ۔

(سورۃ الروم آیات ۲۹ تا ۳۱)

جناب چیئرمین ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! اللھم صلی علی محمد و آل محمد! جی بلور صاحب you want to take point of order because ایک اس دن کا رہ گیا تھا۔

Senator Ilyas Ahmed Bilour: Sir, I am just going to move a motion and as requested you on that day. Motion under Rule 236, I beg to move a motion

(Interruption)

سینیٹر الیاس احمد بلور، یہ موشن بہت ضروری ہے جناب-----

Privilage Motion on Affair of MDA (Mansehra Development Authority)

Mr. Chairman: Azam Swati has a motion also. Azam Swati Sahib.

Senator Muhammad Azam Khan Swati: We seek to raise a question of our privilege as Members of this august House as well as members of the Senate Functional Committee on Problems of

Less-Developed Areas. Brief facts leading to this motion are that on January 3rd, 2009, the Senate Functional Committee on Problems of Less-Developed Areas visited Hazara University, Mansehra. Besides other matters on Agenda of the meeting, the Committee desired to discuss the affairs of Mansehra Development Authority, with special reference to allotment, transfer, sale, purchase of residential /commercial plots, allotted by the Authority since 2001 with complete documentary details. During the meeting, an irrelevant brief was presented by MDA with a deliberate attempt to conceal the facts. The Committee again directed the management to provide record of the lease/sale/ purchase deeds since 2001 alongwith a detailed information about buyers, /lessees salers including their National Identity Card numbers, plot numbers, addresses, phase in which plot has been allotted and the amount involved. The Management of MDA assured the Committee that the requisite information will be provided to the Senate Secretariat within 7 days positively. However, the Committee granted 10 days time for the same.

After the expiry of the stipulated period, the Senate Secretariat contacted Mr. Asad Ali Shah, Project Director, MDA several times to furnish the record to Senate Secretariat as promised but each time the information was not furnished on one pretext or the other..

Since January 16, the Management of the said Authority is not answering telephone calls. So much so that the Secretary Senate personally asked Mr. Asad Ali Shah to produce the record latest by

January 24, as required by the Committee but no heed was paid. This irresponsible and unacceptable behaviour of MD, MDA tantamounts to breach of privilege of the members of the whole Committee.

I, therefore, move sir, that motion be held in order, and referred to Committee on Rules of Procedure and Privileges, for a strict action against the delinquent official.

Mr. Chairman: Raza Sahib, is it this particular to the House to refer it to the Committee?

Senator Mian Raza Rabbani (Leader of the House): We are not opposing it.

Mr. Chairman: Agha sahib, I put it to the House for bringing a consensus to refer it to the Committee concerned.

Senator Kamil Ali Agha (Leader of the Opposition) Thank you very much Mr. Chairman.

Mr. Chairman: I need the guidance of the House and Parliamentary Leaders. There is one point of order left the other day because of the timing for the President's Address and four more of our senior colleagues.

Senator Mian Raza Rabbani : If we could go through this and then we can take up the points of order No. One........

(Interruption)

جناب چیئرمین، یوں کر لیں کہ قریب قریب دس منٹ میں کر لیں - Please be brief and keep it in mind there will be no additional requests. اس کے بعد میں

آتا ہوں وسیم سجاد صاحب بات کر لیں۔ Yes please Wasim Sajjad Sahib.

Points of Order.

Stranded Pakistanis in Yemen

Senator Wasim Sajjad: Sir, I am grateful to you. My point of order concerns the Ministry of Foreign Affairs and although I had asked the Senate Secretariat to inform the Ministry of Foreign Affairs, I don't see any representative but Mr. Raza Rabbani is here and I am sure that he will take note of the points that I am going to make.

Sir, I was informed by some good hearted Pakistanis in Sana, Yemen that 38 Pakistanis are languishing in the Central Jail in Sana Yemen. They were arrested almost two years ago. There has been only one contact with the one Counsellor from the Pakistan Embassy. They do not speak the language. They do not know under what charge they are being kept in Sana Jail They are not being provided with any defence lawyer and they are virtually seeking alms from their counter parts.

میں آپ کو ایک خط پڑھا کر سناتا ہوں، وہ کیا کہتے ہیں، وہ لکھ رہے ہیں کہ ہم غلطی سے ایران سے نکلے پاکستانی ایک کشتی میں جا رہے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ۵ جنوری ۲۰۰۸ء کو ہم نکلے اور تقریباً ۳۵ دن تک ہم لوگ سمندر میں شکار کرتے رہے پھر ۲۱ فروری ۲۰۰۸ء کو امریکی نیوی نے ہماری لانچ پر قبضہ کیا۔ لانچ پر قبضہ کرتے ہی ہمارا نام وغیرہ پوچھنے کے بعد ہماری آنکھوں پر پٹیاں باندھی اور ہاتھ پاؤں باندھ کر نہ جانے لانچ کو کس طرف لے جا رہے تھے۔ 29 فروری 2008 کو جب ہماری پٹیاں کھولی گئیں تو ہم پریشان تھے کہ ہمیں کس ملک میں لے آئے ہیں۔ بعد میں پتہ چلا کہ ہم یمن کے شہر مقلا میں لائے گئے ہیں۔ پھر ہمیں لانچ سے اتار کر، تقریباً ڈیڑھ ماہ بعد مقلا کی جیل سے شفٹ کر کے صنعا کی مرکزی جیل میں لے آئے۔ وہ یہاں لکھتے ہیں کہ ہمیں دس دس

روپے کے لیے بھیک مانگنا پڑتی ہے۔ لیٹرین صاف کرنے کو کہتے ہیں تو لیٹرین صاف کرتے ہیں۔ جوتے پالش کرنے کو کہتے ہیں تو جوتے پالش کرتے ہیں۔ ہمیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔

جناب والا! پاکستان ایمبیسی کا فرض بنتا ہے کہ اگر کوئی پاکستانی بھائی، بہن تکلیف میں ہو تو کم از کم انہیں بنیادی سہولیات پہنچائی جائیں ۔ بنیادی سہولیات یہ ہیں کہ کم از کم انّ کی families کو اطلاع کی جائے کہ وہ لوگ وہاں پر جیل میں ہیں۔ کس حال میں ہیں۔ ان کو روزمرہ کی چیزیں دی جائیں ، اگر ایمبیسی کے پاس فنڈز نہیں ہیں، اگرہمیں بتا دیا جائے تو ہم یہاں اکٹھے ہو کر ان کو کچھ نہ کچھ بھیج سکتے ہیں۔ کم از کم وکیل کی سہولت کے لیے ایمبیسی ان کی مدد کرے۔ سنا ہے کہ جب یہ واقعات ایمبیسی کے کسی افسر کو بتائے گئےتو اس نے کہا کہ یہاں تو اور بھی بہت سے پاکستانی ہیں، ایک دو پھانسی بھی لگ چکے ہیں تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔ میں نے یہ سوچا کہ یہ اتنا اہم معاملہ ہے کہ اس کا تعلق ایک تو ایمبیسی کے attitude سے ہے، ہمارے سفارتکاروں کے attitude سے ہے اور دوسرا اپنے پاکستانی بھائی بہنوں کے لئے، جس کو کہتے ہیں کہ non-sensitivity کہ کوئی feeling نہیں ہے کہ آخر یہ انسان کے بچے ہیں ، ان کو کوئی تکلیف ہے ۔ ان کے کوئی والدین ہوں گے۔ ان کے بچے ہوں گے۔ ان کو کوئی علم نہیں ہے کہ کون ہیں اور کہاں کے رہنے والے ہیں اور کس طرح سے یہاں آئے ہیں تو میں Leader of the House سے request کروں گا کہ

۱۔ ایمبیسی کو کہا جائے کہ ان کے لیے کم از کم کوئی legal facility یعنی کوئی وکیل ان کو provide کیا جائے۔ کوئی ان کے پاس جائے اور ان سے پوچھے کہ آپ کے حالات کیا ہیں۔ کیوں کہ وہ ان کی زبان نہیں سمجھتے۔ کوئی پاکستانی جا کر پوچھے کہ بھائی کیا بات ہے؟ کیا معاملات ہیں؟ ان کی families کو اطلاع کی جائے ۔ وہاں ان سے list لی جائے کہ یہ کون لوگ ہیں، کتنے لوگ ہیں اور یہ کس جرم میں یہاں قید ہیں۔ اگر انہیں کوئی ضرورت ہے اور وہ حکومت پوری نہیں کر سکتی تو ہمیں بتایا جائے کہ ہم اکٹھے ہو کر ان کی مدد کرنے کو تیار ہیں۔ میں جناب سے بھی request کروں گا۔

I know you have been in Yemen and you are highly respected in Yemen. May you could take the initiative and through the Ambassador of Yemen

in Pakistan, ask him that who are these people? Why they have been kept and they have been kept over one year without any charge and nobody seems to know anything about them. I am grateful to you.

Mr. Chairman: I will separately take the matter but Raza Sahib, Foreign Office should also take the notice of this matter.

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! وسیم صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کا مجھے دوپہر کو علم ہوا تھا اور میں نے فارن آفس سے بات کی ہے۔ فارن آفس نے ایمبیسی سے وہاں پر رابطہ بھی کیا ہے اور پونے چار بجے کے قریب ان کو وہاں سے فیکس موصول ہوا ہے۔ وہ کہہ رہے تھے کہ اس سے ہی related شاید ایک دو اور cases بھی ہیں، جن کو وہ اکٹھا کر کے کل صبح تک مجھے اس پر detailed report دیں گے کہ کیا صورت حال ہے۔ ایمبیسی نے کیا کیا ہے اور کیا exact position ہے تو میں کل ہاؤس کو، آپ کے توسط سے وسیم صاحب کو بتا دوں گا۔

Senator Wasim Sajjad: I am grateful to the Leader of the House to take interest in it.

Funds for Benazir Income Support Programme

جناب چیئرمین: سیمیں صدیقی صاحبہ۔

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی: شکریہ جناب چیئرمین۔ مجھے پہلے تو شکار پور میں ایک لڑکی ماریہ شاہ پر تیزاب پھینکا گیا تھا، اس سلسلے میں بات کرنی تھی۔ اس کے culprits کو ایک ہفتے بعد گرفتار کیا گیا ہے لیکن اس کے ساتھ جو treatment روا رکھا گیا ہے، وہ leniency کا ہے۔ کسی کو disfigure کر دینا ایک بہت بڑا جرم ہے، جان لینے کے برابر ہے۔ اس کے ساتھ کوئی نرمی نہ برتی جائے۔ دوسرے میں آپ کی توجہ اس طرف دلوانا چاہوں گی کہ چوبیس تاریخ کو "نوائے وقت" میں ایک رپورٹ شائع ہوئی ہے، جس کے حساب سے بےنظیر انکم سپورٹ پروگرام کے لیے فوڈ سپورٹ پروگرام کو بند کر دیا گیا ہے اور جو فوڈ سپورٹ پروگرام کا فنڈ تھا،

چھ ارب، اس کو بند کر کے اسے بےنظیر سپورٹ پروگرام میں شامل کر دیا گیا ہے۔ اس سے بیس لاکھ غرباء متاثر ہوں گے ۔ ہمیں اس کا نوٹس لینا چاہیے اور اس کی وضاحت ہونی چاہیے کہ آیا اس خبر میں کوئی حقیقت ہے یا نہیں ۔ ایک طرف ہم غربت مٹانے چلے ہیں، ہم ایک پروگرام شروع کر رہے ہیں، عوام کی آنکھوں میں دھول جھونک رہے ہیں اور دوسری طرف ہم چلتے ہوئے پروگرام کو بند کر رہے ہیں تو یہ غریب عوام کے ساتھ بہت زیادتی ہے۔

My suggestion is that P.M. should postpone his visit to the Davos because I do not think and do not understand that what he is going to offer as a way to the foreign investors? We have no infrastructure. We have electricity problem. We have gas problem. We have water problem and the law and order situation

آپ سب کے سامنے ہے کہ کیا ہو رہا ہے ۔ Daily ہمارے اوپر drone attacks ہو رہے ہیں تو what is he going to offer over there? I think it is a sheer waste of money and time. Who in the right state of mind is going to come here and invest here in these circumstances. So, I think

پرائم منسٹر صاحب کو اس visit کو بالکل postpone کرنا چاہیے۔ It is a suggestion and I think, it should be considered as it is very valid.

جناب چیئرمین: پروفیسر خورشید صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان (وزیر برائے پارلیمانی امور): جناب چیئرمین! میں اس کا جواب دے دوں؟

جناب چیئرمین: جی۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بہت شکریہ جناب چیئرمین۔ پہلے تو میں یہ وضاحت کر دوں کہ فاضل ممبر نے جو ارشاد فرمایا کہ شہید محترمہ بے نظیر بھٹو کے نام پر جاری کیے جانے والے، فوڈ سپورٹ پروگرام کے پیسے چلے گئے، یہ بالکل غلط

ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے اور خود ہی ایک بات فرض کر کے، چونکہ یہ خبر چھپی ہے، اس سے نتائج مرتب کرنا میں نہیں سمجھتا کہ یہ reasoning درست ہے۔

(مداخلت)

Senator Dr. Zaheeruddin Babar Awan: This is No. 1. I contradict on behalf of the Government.

دوسرا جہاں تک پرائم منسٹر صاحب کے جانے اور اس کے اخراجات کا تعلق ہے تو یہ بھی اسی طرح کی ایک داستان ہے کہ جب صدر پاکستان عمرے پر تشریف لے گئے تھے تو گھڑی گئی۔ ہم نے اس وقت بھی اس کی تردید کی اور اب اس تردید کا ثبوت بھی سامنے آ گیا ہے۔ پرائم منسٹر صاحب وہاں تشریف لے جا رہے ہیں اور باقی entourages اپنے خرچ پر جائیں گے۔ ایک کمرشل ایئرلائن کے ذریعے پرائم منسٹر کل تشریف لے جائیں گے۔ اس لیے اس پر کوئی اخراجات extraordinary نہیں ہیں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ infrastructure نہیں ہے، پاکستان ان ملکوں میں سے ہے جہاں ساری مشکلات کے باوجود ہماری exports بھی ہیں اور infrastructure بھی ہے اور ہم کئی حوالوں سے international market میں recognize ہوتے ہیں۔ International market میں ہمارا interaction بھی ہے اور business بھی ہے۔ اس لیے یہ impression بھی درست نہیں ہے اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ہمیں جانے کا فائدہ نہیں ہے تو ایک طرف اس بات کا اظہار کیا جاتا ہے کہ دنیا میں ہم تنہا ہوتے جا رہے ہیں، اس لیے بہت ضروری ہے کہ ہم اپنی ساری کی ساری سفارت کاری کریں تو ایسے مواقع جہاں پر عالمی رہنما اکٹھے ہوتے ہیں اور یہ economic forum, this is one of the important places where Pakistan put projects and cases. Therefore, it is very necessary that the Prime Minister should go there and represent Pakistan.

اور جس طرح ہم نے عالمی تنہائی میں aftermath جو ممبئی کا تھا، اس سے بھی ملک کو اللہ کی مہربانی سے نکالا۔ یہ جو public diplomacy ہے، یہ ہر سطح پر ہم جاری رکھے ہوئے ہیں۔ پرائم

منسٹر صاحب کا یہ دورہ

It will yield a result to the extent that we will be able to present our case and offer what is there in Pakistan and Pakistan has full opportunity of this. Thank you.

جناب چیئرمین: پروفیسر خورشید احمد۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ایسے discussion نہ کریں ۔

(مداخلت)

Senator Semeen Yusuf Siddique: Sir, the honourable minister did not deny that we do not have gas shortage, we do not have electricity shortage, we do not have water shortage. Every time load shedding is going there.

میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ پہلے اپنی ان چیزوں کو صحیح کریں ، اس کے بعد آپ investment لے آئیں تو کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ شکریہ۔

Persistent Violation of Pakistan's Sovereignty

جناب چیئرمین: تشریف رکھیے ۔ پروفیسر خورشید صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ میرے پوائنٹ آف آرڈر کا تعلق فاٹا سے ہے۔ وزیرستان کے علاقے میں امریکہ کے پانچ میزائل drones حملوں کے سبب ایک سو بائیس افراد شہید ہوئے۔ میں تین وجوہ سے اسے اہم سمجھتا ہوں۔ پہلی چیز اس میں جارحانہ پاکستان کی sovereignty کا persistent violation ہوا ہے، جو امریکہ کر رہا ہے اور جس کے نتیجے میں ۸۰ سے زیادہ حملے ہماری مقدس سرزمین پر ہو چکے ہیں۔ دو پہلو سے یہ معاملہ اور اہم ہو گیا ہے۔ پہلا یہ ہے کہ اوبامہ صاحب کے صدارت کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے بعد یہ پہلا حملہ ہے لیکن سنگینی اور تباہی کے اعتبار سے سب سے بڑا ہے۔ اس

ہیں، جیسا کہ میں نے عرض کیا بائیس افراد کی شہادت کی confirmation ہو چکی ہے۔ جناب چیئرمین! میرے پاس یہ سارے documents موجود ہیں، جن میں "New York Times", "Washington Post" نے یہ بیان کیا ہے کہ حملے سے پہلے اوبامہ صاحب سے مشورہ کیا گیا، انہوں نے اس کی باقاعدہ اجازت دی۔ اس کے بعد National Security Council کا اجلاس ہوا، اس نے اس کو endorse کیا۔ گویا کہ یہ محض local معاملہ نہیں ہے بلکہ نئی صدارت کا پہلا تحفہ ہے جو ہمیں دیا گیا ہے لیکن تیسرا پہلو، جو میری نگاہ میں اہم ہے، وہ یہ ہے کہ اوبامہ صاحب کے صدارت سنبھالنے سے پہلے محترم وزیر اعظم صاحب کا پارلیمنٹ میں یہ بیان آیا تھا اور بہت clear بیان تھا کہ اوبامہ صاحب کے اقتدار سنبھالنے کے بعد drone حملے بند ہو جائیں گے۔ کل BBC نے اس بیان کو repeat بھی کیا ہے اور میرے پاس لندن کے "The Guardian" کی report موجود ہے جس میں اس کے واشنگٹن کے correspondent Ewen MacAskill نے اسی بات کو refer کیا ہے کہ،

"The Pakistan Government publicly expresses hope that the arrival of Obama would see a halt to such strikes which stir up hostality from Pakistanis towards the government in private".

جناب والا! ان تین وجوہ کی بنیاد پر میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ہی اہم اور سنگین ہے اور ہمارے لیے بہت بڑا alarm ہے۔ ہم کب تک اس طرح اپنی sovereignty کی violation اور اپنے معصوم شہریوں کا قتل گوارا کرتے رہیں گے۔ محض بیان دینے، خوشامد کرنے، درخواستیں پیش کرنے سے یہ کام نہیں ہو گا لیکن یہاں پر جناب والا! میرے پاس "New York Times" کی categorical report بھی موجود ہے،

"American officials in Washington said, there were no immediate signs that the strike on Friday had killed any senior Alqaida leader."

جناب والا! میں صاف کہنا چاہتا ہوں کہ یہ صریح پاکستان پر حملے کے مترادف ہے اور اگر ہم اپنی عزت، حاکمیت اور آزادی کا دفاع کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں تو کوئی اس کا احترام نہیں کرے گا۔ اس لیے ہمارے پاس اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے جیسا کہ پارلیمنٹ کی

قرارداد میں صاف کہا گیا ہے کہ Security Paradigm, Foreign Policy, Terrorism Policy تینوں پر نظرثانی کی جائے، ان کو تبدیل کیا جائے اور نمبر ایک، اگر اس کے بعد کوئی drone حملہ ہوتا ہے تو supply line officially روک دی جائے۔ آپ صرف ایک دن supply روک کر دیکھیے، امریکہ کا رویہ بدلے گا اور دوسری بات یہ ہے کہ آپ Air Force کو instructions دیجیے، Chief of Air نے یہ بات publicly کہی ہے کہ اگر civilian حکومت ہمیں ہدایت دیتی ہے تو ہم میں یہ صلاحیت ہے کہ ہم ان کو روک سکیں اور سینیٹ کی Defence Committee کے سامنے بھی Chief of Air Staff نے یہ بات برملا کہی ہے کہ ہماری ہوائی قوت الحمدللہ اس position میں ہے کہ ہم اس کا مقابلہ کر سکتے ہیں لیکن اس کے لیے عزت، vision, آزادی کا دفاع اور اپنے مفاد کی خاطر اٹھ کھڑے ہونے کی ضرورت ہے۔ کیا یہ حکومت اس کے لیے تیار ہے؟ شکریہ۔

جناب چیئرمین، House کے ممبران کو جیسا کہ میں نے عرض کی تھی کہ میرے پاس points of order کے لیے چھ نام پہلے تھے، اور ساتھی بھی کہہ رہے ہیں، ان کو بعد میں وقت دے دوں گا۔ جو پہلے نام تھے ان کو ابھی وقت دے رہا ہوں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، اگر House فیصلہ کرے، مجھے اعتراض نہیں ہے۔ آپ کا باقی ایجنڈا رہ جائے گا۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل، جناب! میرا ایک منٹ کا point of order ہے۔

جناب چیئرمین، منٹ کا سب کا ہوتا ہے، مجھے اعتراض نہیں ہے لیکن آپ فیصلہ کر لیں۔ آپ ہی نے کہا کہ جو چھ پہلے تھے پہلے وہ لیں، باقی بعد میں لیں گے، اس کے بعد آپ کا سارا ایجنڈا رہ جائے گا۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل، آپ نے سب پر مہربانی کی ہے تو ادھر بھی---

جناب چیئرمین، میں نے کوئی مہربانی نہیں کی، انہوں نے مجھے پہلے approach کیا تھا، اس لیے جو نام تھے، وہ میں نے بتا دیے ہیں۔ جی رضا صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین صاحب! پروفیسر خورشید صاحب نے جو مسئلہ اٹھایا ہے، وہ یقیناً نہایت ہی سنگین مسئلہ ہے اور میں حکومت پاکستان اور coalition government کی جانب سے ان drone attacks کی سختی سے مذمت کرتا ہوں۔ پاکستان کی حکومت ان drone attacks کو پاکستان کی air کی، sovereignty کی violation سمجھتی ہے کہ جس کو برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ میں یہاں پر یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو حالیہ violation ہوئی، اس کو نہ صرف Foreign Office level پر بلکہ سب سے اعلیٰ سطح پر یعنی President of Pakistan کی سطح پر اس کی condemnation امریکی سفیر کو پہنچائی گئی اور یقیناً حکومت کی یہ بڑی واضح position ہے کہ اگر پاکستان کی حدود میں کوئی operation ہونا ہے اور ایسی کوئی intelligence information available ہے تو وہ پاکستان کو فراہم کی جائے اور پاکستان کی اپنی افواج یا security agencies اس operation کو carry out کریں گی۔ ہماری یہ position آج کی نہیں ہے، جب سے یہ حکومت برسر اقتدار آئی ہے، یہ اس کی واضح position رہی ہے اور اس مسئلے کو NATO, ISAF کے ساتھ بھی اٹھایا گیا اور یہاں پر armed forces کے جو دیگر لوگ آئے، ان پر بھی یہ بات واضح کر دی گئی۔ دو، تین باتیں جو پروفیسر صاحب نے کیں، میں ان سے نہایت ادب کے ساتھ عرض کرنا چاہوں گا کہ پہلے تو یہ بات اس حد تک درست نہیں کہ 80 attacks ہوئے ہیں، جب سے موجودہ حکومت آئی ہے تو figure if I am correct, it is about 32 or 33 attacks, that have taken place.

دوسری بات، ہم اکثر باہر کے میڈیا اور باہر کے اخبارات پر بہت بھروسا کرتے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہم یہ بھروسا double standards کو سامنے رکھتے ہوئے کرتے ہیں۔ جب ایک خبر ہمارے حق میں یا ہماری favour میں ہو تو ہم کہتے ہیں کہ یہ فلاں، فلاں اخبار میں چھپی اور جب ان اخبارات میں کوئی خبر کسی نوعیت کی ہمارے خلاف چھپے تو پھر اکثر سنا گیا ہے اور ہم یہ بات کہتے ہیں کہ یہ اخبارات اسرائیلی لابی کو، یہ مختلف vested interests کو represent کرتے ہیں لہذا ان کی بات قابل بھروسا نہیں ہے۔ میں یہاں پر یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعظم صاحب نے on the floor of the House یہ بات کہی ہے and there is

no getting away from that fact کہ امریکہ میں جو موجودہ حکومت، نئی administration آئی ہے، وہ پاکستان کی بالخصوص اور اس خطے کی پالیسی پر نظرثانی کرے گی اور یہاں پر جو بش انتظامیہ کی ایک ناقص پالیسی چل رہی تھی، اس سے وہ اپنے آپ کو علیحدہ کرے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ it is still premature for us to sit in judgement کہ آیا نئی US administration اپنی اس پالیسی پر نظرثانی کرے گی یا نہیں لیکن یہاں پر میں یہ بات ضرور کہنا چاہوں گا کہ اوباما کی جو inaugural speech تھی اس میں اس نے ایک clear message دینے کی کوشش کی کہ America نے ماضی میں غلطیاں کی ہیں اور وہ ان غلطیوں کو دہرانا نہیں چاہتے اور ایک نیا راستہ مسلم دنیا اور مسلم امہ کے ساتھ آگے بڑھانا چاہتے ہیں۔ لہذا، میں سمجھتا ہوں کہ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے ابھی یہ کہنا premature ہو گا کہ مکمل طور پر وہی policies follow کی جائیں گی۔ حکومت اس بات پر نظرثانی کر رہی ہے اور اس کے سامنے تمام تر صورت حال ہے اور وہ مختلف سطحوں پر اس پر کام کر رہی ہے کہ جو موجودہ نئی حکومت ہے، وہ اس بات کو سمجھے کہ drone attacks کا ایک منفی ردعمل ہے، drone attacks militancy کے خلاف ایک کارروائی ہو رہی ہے، اس کو اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔

میں یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اس حکومت کا کسی قسم کا کوئی apologetic attitude نہیں ہے، اس حکومت نے بڑے واضح اور دو ٹوک الفاظ میں کہا ہے، جب Bush کی انتظامیہ بھی یہاں پر موجود تھی۔ اس حکومت نے بڑے strong demarches دیئے، American Ambassador کو بلا کر demarches دیئے۔ اس حکومت نے بڑے واضح طور پر یہ position لی ہے کہ پاکستان کی جہاں تک territorial, air اور economic sovereignty کا تعلق ہے، اس پر یہ حکومت کسی بھی صورت میں کوئی compromise کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔

یہاں پر پروفیسر صاحب نے یہ بات بھی فرمائی کہ Air Chief کا بیان ہے اور انہوں نے meeting کا حوالہ بھی دیا ہے۔ میں اس meeting کی تفصیل میں اس لیے نہیں جا سکتا کیونکہ وہ meeting in camera ہے لیکن جو صورت حال ہے، سارے members یہاں پر موجود ہیں جو Joint House کی briefing میں موجود تھے اور جو صورت حال drones کے بارے میں

DG, MO نے اس Joint Sitting کے اندر بتائی، کم و بیش وہی صورت حال اس meeting میں بھی بتائی گئی۔ لہذا، کچھ limitations ہیں جن کے تحت drones کو گرانے کے سلسلے میں کام کیا جا رہا ہے لیکن جیسے میں نے کہا کہ یہ ساری کی ساری صورت حال under constant review ہے ۔ حکومت کسی بھی صورت میں پاکستان کی territorial sovereignty پر compromise نہیں کرے گی اور نہ ہی national interest پر کسی قسم کا کوئی سمجھوتہ کرے گی۔

جناب چیئرمین، رضا صاحب! یہاں پر آغا صاحب نہیں ہیں، میرا خیال ہے کہ ابھی مغرب کی اذان ہونے والی ہے تب تک جو ساتھی points of order کرنا چاہتے ہیں، مختصر بات کرلیں، اس کے بعد آگے چلتے ہیں کیونکہ سوات پر discussion بڑا اہم مسئلہ ہے۔ ہمارے ساتھیوں کا ہے تو جتنے ہو جائیں۔ آپ ہی کے ساتھی کچھ points اور لینا چاہ رہے ہیں، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے، میں اس پر بالکل تیار ہوں۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل، جناب چیئرمین! آپ کا بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین، جی، ایک منٹ خورشید صاحب کے پاسfloor ہے۔

Senator Prof. Khurshid Ahmed: Point of personal explanation.

Mr. Chairman: Point of personal explanation.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد ، قواعد کو ذرا دیکھ لیں ۔ Point of personal explanation میں اپنے بھائی میاں رضا ربانی کی عزت بھی کرتا ہوں اور ان کے بیان کو بہت قدر کی نگاہ سے بھی دیکھتا ہوں لیکن میں نے attacks figure دی تھی، actually attacks 86 ہیں اور میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ انکے دور میں ہوئے ہیں بلکہ اس کا تعلق all drone attacks سے ہے۔ ان کے دور میں 32 یا 33 attacks ہوئے ہیں اور ان کے نتیجے کے طور پر 150 سے زیادہ افراد شہید ہوئے ہیں۔

میں دوسری بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعظم کے بارے میں، میں نے جو بات کہی

ہے' ان کے الفاظ سنیں' میں نے رات کو پھر سنے اور اس سے پہلے بھی سنے تھے۔ ان میں ایسا نہیں ہے کہ ہم یہ توقع رکھتے ہیں کہ اوباما صاحب کے دور میں کچھ تبدیلی آ جائے گی' الفاظ صاف یہ ہیں کہ "اوباما صاحب کی صدارت کے بعد drone حملے نہیں ہوں گے"۔ وزیر اعظم نے یہ بات اپنے اندازے یا اپنی خواہش کے مطابق کہی ہے تو الگ بات ہے لیکن وزیر اعظم کا ہر لفظ اہمیت رکھتا ہے اور ہم یہ توقع رکھتے تھے کہ انہوں نے یہ بات کسی understanding کی بنیاد پر کی ہے تو انہیں assure کیا گیا ہو گا کہ اب نہیں کیا جائے گا' اس بنیاد پر میں نے یہ بات کی ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، کرنل مشہدی صاحب۔ ابراہیم صاحب! آپ مشہدی صاحب کو سن لیں' میں آتا ہوں' آپ کے پاس بھی آتا ہوں' مشہدی صاحب کو سن لیں۔ آپ کا نمبر ابراہیم صاحب کے بعد ہے جس ترتیب سے میرے پاس نام آئے ہیں' نہیں sorry اس کے بعد ڈاکٹر عبدالمالک ہیں پھر آپ کا نام ہے' جس ترتیب سے میرے پاس نام آئے ہیں۔ جی مشہدی صاحب۔

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you very much Mr. Chairman. I have, once again, to bring to the notice of the Government through you sir, the pitiable plight of the people of Pakistan that they are facing because of the power outrages. Now, the power outrages and the lack of electricity is well known, we are having upto 12 to 18 hours of load shedding even now and all along statements are made, efforts are made, meetings are held and yet the situation does not improve. How long are we going to be kept in darkness? That is first question I have.

The second is a matter of utmost importance, through the efforts of the Minister, I have to admit where he has helped to our masses, he

must be praised for that, WAPDA lowered the rates of its supply to KESC. The tariff has been lowered but that benefit has not been passed to the people. The bills are still being charged at the old rates and no benefit whatsoever has been given to the people and then to add insult to injury, the bills have been highly inflated in the last two months that is last month and this month. What they are doing is that the amount that was not collected, they are now collecting by force, that is the 3rd point.

The 4th point is that KESC has got internal, their own generators which they are not running because they claim the high cost of furnace oil and gas whereas the price of furnace oil has gone down, the price of all oil and petroleum products have substantively gone down so that there is no excuse whatsoever that those generators should not function. The IPPs have not been paid and if this is going to be the state of affairs then the people will have to continue to live in darkness. They are going to be kept in darkness by this Government unless something substantive is done. The people are suffering, the hospitals are suffering, the education of the children is suffering, the people are getting disease, pollution and it is becoming unbearable. Something must be done. Something that is not rhetoric, rhetoric must be replaced by action and the action is not forthcoming. The people demand light, let us see the light of day at least in the near future.

(Interruption)

Mr. Chairman: You highlight the proper issue then let us go on

to the next person.

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi. Sir, there are so many alike problems, they are all equally important and they have not been addressed.

(Interruption)

جناب چیئرمین: ڈاکٹر عبدالمالک۔ ان کے بعد بات کر لیں۔ آپ کی پارٹی کے ایک member already بول چکے ہیں، مجھے ذرا time distribute کرنا ہے۔ ابراہیم صاحب! تشریف رکھیں، میں آپ کو time دوں گا۔ جی ڈاکٹر عبدالمالک صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: شکریہ چیئرمین صاحب۔ میں رحمٰن ملک کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ 11 اگست کو ۔۔۔

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے سب کو سن کر ایک ہی دفعہ کہہ دیں۔ نہیں، ہو سکتا ہے کہ کئی اور points آ جائیں، اگر آپ بولنا چاہتے ہیں تو بولیں، مجھے اعتراض نہیں ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب! میرا point of order لیں، پھر وہ بعد میں جواب دے دیں، جناب! ویسے ان کو جواب ہی دینا ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں، وہ آپ کو strategy بتائیں گے۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب! میں رحمٰن ملک کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں کہ 11 اگست کو کلی جمال دینی نوشکی میں دو نوجوان اٹھائے گئے، ایک ماسٹر یحییٰ جمال دینی اور دوسرا عبدالباقی جمال دینی جو تاحال ایجنسیوں کے قبضے میں ہیں۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ ان دونوں نوجوانوں کو court کے سامنے پیش کیا جائے۔ اور بتایا جائے کہ ان کی کیا position ہے۔

دوسری بات یہ کہ BNP کے President خورشید جمال دینی کے گھر پر raid ہوا تھا اور وہ شاید رحمٰن ملک صاحب کے notice میں لایا گیا تھا۔ ان کے گھر کا تمام سامان لے گئے ہیں، اس میں اسلحہ بھی تھا جس کا کہ ہم نے رحمٰن ملک صاحب کو لائسنس بھی پیش کیا تھا لیکن تاحال جو

order issue کیے گئے اس پر FC کوئی کارروائی نہیں کر رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں ایک گزارش اور کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے دنوں نیشنل پارٹی کے قائد ایڈوکیٹ جمیل کو اغواء کر کے ہلاک کیا گیا اور پرسوں اس کی لاش کو دیر بازار میں پھینک دیا گیا تھا' میں اس واقعے کی مذمت کرتا ہوں۔ رحمٰن ملک صاحب سے ایک اور گزارش ہے کہ ایک ہفتہ پہلے نیشنل پارٹی سندھ کے President پر شکارپور میں قاتلانہ حملہ ہوا اور اس کو آٹھ گولیاں لگیں جو کہ تاحال لیاقت نیشنل ہسپتال میں پڑا ہوا ہے۔ اس کی انکوائری کریں اور جو accused ہیں ان کے خلاف proper قانونی کارروائی کی جائے۔ Thank you very much.

Mr. Chairman: Rehman sahib, you want to say something?

سینیٹر رضا محمد رضا، جناب چیئرمین! میں کئی بار کھڑا ہو چکا ہوں لیکن آپ مجھے نہیں سن رہے ہیں۔

جناب چیئرمین، رضا صاحب میں سن رہا ہوں لیکن آپ کے باقی ساتھی بھی ہیں' ان کو بھی سن لیں' سب تو اکٹھے نہیں بول سکتے۔ جنہوں نے مجھے پہلے نام دیے ہیں ان کو پہلے بلاؤں گا۔ جی رحمٰن صاحب۔

جناب رحمٰن ملک (مشیر برائے داخلہ)، شکریہ جناب چیئرمین۔ ابھی جو فاضل دوست نے پہلے point میں فرمایا ہے کہ دو نوجوان وہاں سے اغواء ہوئے ہیں' it has not come to our notice کیونکہ یہ provincial matter ہے I will take the notice میں یہ Provincial Government سے take up کر کے I will present the report before the House. جہاں تک خورشید جمال کا تعلق ہے تو

Sir, I don't remember having seen any document with due apology but I assure, if I issue the orders, I make it sure that they are implemented. I will take the details again and will ensure that the orders will be implemented.

On the 3rd incident of Sindh, this has also been brought to my notice now, I will take up the matter with the Sindh Government and bring

the result back to the House. Thank you Mr. Chairman.

جناب چیئرمین: پروفیسر ابراہیم۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: شکریہ جناب چیئرمین۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! یہاں کہا گیا کہ drone attacks پر ہم نے احتجاج کیا ہے اور اپنے عوام پر کوئی رعایت نہیں ہو گی۔ میں آپ کے توسط سے اپنے حکمرانوں کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس دن رچرڈ باؤچر کو ہلال قائد اعظم کا تمغہ پہنایا جا رہا تھا اور زرداری صاحب اس کو اس کے گلے کا زینت بنا رہے تھے تو اسی مجلس میں اس نے اس بات کا اعلان کیا تھا کہ drone attacks جاری رہیں گے۔ جناب چیئرمین! ہمارے حکمران ہمارے عوام کے خلاف سلطانی گواہ بن جاتے ہیں، جماعت الدعوۃ کے مراکز، ان کی مساجد اور ان کے تعلیمی اداروں پر raid ہو رہے ہیں اور اس بات کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ ہم اس بات پر احتجاج کرتے ہیں کہ یہ اپنے عوام کو کوئی تحفظ فراہم نہیں کر رہے۔ وہاں کے لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہماری حکومت اور فوج intelligence معلومات فراہم کر کے drone attack کے حملے کو ممکن بنا رہے ہیں۔ یہ بہت ہی افسوس ناک اور قابل مذمت صورت حال ہے۔

جناب چیئرمین: حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! یہ ایک مسئلہ ہے کہ Planning Commission of Pakistan میں چیئرمین سے لے کر ان کے members تک تمام ایک ہی صوبے سے تعلق رکھتے ہیں، نہ کوئی سندھی ہے، نہ بلوچی ہے اور نہ پختون ہے، سارے کے سارے پنجابی ہیں۔ کیا یہ پاکستان کی منصوبہ بندی صرف پنجاب کرے گا اور اگر یہی ہے تو پھر پاکستان پنجاب ہے اور ہم شاید اس پاکستان سے out ہیں۔ وزیر خزانہ صاحب تو آئے نہیں اور نہ یہاں مشیر خزانہ موجود ہیں کہ وہ ہمیں بتائیں کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ ہمارے چھوٹے صوبوں کے ساتھ کیوں ناانصافی ہو رہی ہے؟ کیا ہمارے فیصلے صرف پنجاب کے لوگ ہی کریں گے۔ ماضی میں ایک مرتبہ پنجاب کی ایک ٹیم انڈیا گئی تھی اور وہ سارا پانی بیچ کر آ گئی، اس ٹیم میں نہ سندھی تھا، نہ بلوچی تھا اور نہ پختون تھا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی رضا ربانی صاحب۔

سینیٹر رضا محمد رضا: میں کب سے کھڑا ہوں مجھے موقع نہیں دیا جا رہا۔

جناب چیئرمین: انتظار کریں، جو پہلے نام آئے ہیں ان کو میں پہلے بلاؤں گا۔

سینیٹر رضا محمد رضا: سب سے پہلے آپ کی جانب سے آنا چاہیے تھا۔

جناب چیئرمین: رضا صاحب! آپ نے اگر بولنا ہے تو آرام سے انتظار کریں، نہیں تو جانا ہے تو آپ کی مرضی ہے۔ جی رضا صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین صاحب! میں حاجی صاحب کو نہایت احترام کے ساتھ یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو موجودہ coalition حکومت ہے، جس کے وہ خود بھی حصہ ہیں، وہ ہرگز اس طرح نہیں سوچتی کہ صرف ایک صوبے کی نمائندگی ہو۔ ہم نے تو ہمیشہ چھوٹے صوبوں کی بات کی ہے۔ یہ بات درست ہے کہ Deputy Chairman Planning Commission کا تعلق صوبہ پنجاب سے ہے اور وہ وہاں سے MNA ہیں، میں نہیں سمجھتا کہ اس میں کوئی ایسی بات ہے کہ جس پر یہ کہا جائے کہ صرف ایک صوبہ planning کر رہا ہے کیونکہ وہاں پر جو طریقہ کار ہے اس میں تجاویز اور صوبوں کے جو آئندہ programmes ہوتے ہیں وہ ان کو وہاں پر بھیجتے ہیں اور پھر وہاں بیٹھ کر اس کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ بہرحال کیونکہ انہوں نے یہ بات اٹھائی ہے تو حکومت اس کا notice لے گی اور ہم اس کا تدارک کرنے کی پوری کوشش کریں گے۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! میں صرف یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس کا تدارک کب تک ہو گا؟

(مداخلت)

سینیٹر وسیم سجاد: صوبہ سرحد میں ان کی حکومت ہے، وہاں جا کر بات کریں۔ حکومت ان کے پاس بھی ہے، یہاں پر اپوزیشن بننے کا کیا مسئلہ ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: پری گل آغا صاحبہ آپ بولیں۔

سینیٹر آغا پری گل : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب! سب سے پہلے یہاں ہمارے Ex-Chief Minister جام یوسف صاحب بیٹھے ہیں' ان کو ذرا welcome کریں۔

Mr. Chairman: We recognise the presence of Mr. Jam Yousaf.

سینیٹر آغا پری گل : نہیں ذرا اچھے طریقے سے ڈیسک بجائے جائیں۔

جناب چیئرمین : بس آپ لوگ بجا لیں' میں تو ان کی presence کو recognise کر رہا ہوں۔

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر آغا پری گل : جناب چیئرمین صاحب بہت بہت شکریہ۔ پہلے تو میں رضا صاحب سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ پرسوں میرے دو تین points تھے اور انہوں نے اس کا جواب ہی نہیں دیا۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ point of order پر بولتے رہیں' بولتے رہیں لیکن جواب ہی نہیں آیا تو پھر بولنے کا کیا فائدہ کیا ہے۔ میرے پرسوں والے points of of order کے جواب نہیں آئے ہیں' سبک زئی ڈیم کا تھا' کسی کا بھی جواب نہیں ملا۔

جناب چیئرمین : آپ ایسے کریں کہ ان کے دفتر میں جا کر مل لیں' ان کو سارے points بتا دیں' information آ گئی ہو گی۔

سینیٹر آغا پری گل : جب میں نے points ہاؤس میں اٹھائے ہیں تو انہیں ہاؤس میں بتانا چاہیے۔ کیا فائدہ کہ میں جا کر ان کے آفس میں بیٹھوں۔ اگر میں نے point of order ہاؤس میں کیا ہے تو یہ قانون ہے کہ یہ ہاؤس میں اس کا جواب دیں۔

جناب چیئرمین : وہ کہہ رہے ہیں جواب آ گیا ہے' اس کے بعد آپ کو دے دیں گے۔

سینیٹر آغا پری گل : پہلے جواب دیں۔

جناب چیئرمین : آپ کا point of order ہو گیا تا کہ میں باقیوں کو بھی موقع دوں کیونکہ time ختم ہو رہا ہے' ابھی آپ کے تین ساتھی اور رہتے ہیں' ان کو بھی موقع دیں۔

سینیٹر آغا پری گل ، نہیں، نہیں چیئرمین صاحب میرا point of order ہے۔

جناب چیئرمین! میں آپ سے ایک request کرنا چاہتی ہوں کہ اس وقت ہمارے واپڈا کے منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، وہ بات اچھے انسان ہیں، بہت کام وغیرہ کرتے ہیں۔ بلوچستان کے زمینداروں کا ایک بہت بڑا مسئلہ ہے، صدیوں سے ان کو fix rate دیا جاتا رہا ہے۔ ابھی چار پانچ ماہ پہلے ان کو واپڈا کی طرف سے ایک لیٹر ملا ہے کہ آپ کا جتنا بھی bill آئے گا آپ کو اتنا ہی دینا پڑے گا۔ جناب والا! یہ طریقہ صدیوں سے چلا آرہا ہے۔

جناب چیئرمین، آپ نے flat rate پر issue raise کیا ہے تو جواب سن لیں، اور کوئی point نہیں ہے تو جواب سن لیں۔

سینیٹر آغا پری گل ، نہیں، نہیں، میں بول رہی ہوں۔ چیئرمین صاحب! آج کیا بات ہے آپ جلدی میں ہیں۔

جناب چیئرمین، آپ کے باقی ساتھی بھی ہیں، ان کے لیے کہہ رہا ہوں۔

سینیٹر آغا پری گل ، دیکھیں ناں جب بلوچستان کی بات آتی ہے تو آپ لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے number one پر بلوچستان کو رکھا ہے، اب جب ہم لوگ بولنے پر آتے ہیں تو آپ لوگ کہتے ہیں سے کہ بس بیٹھ جائیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ یہ fix rate صدیوں کا ہے، یہ کسی نے نہیں دیا ہے، صدیوں سے ہمارے زمینداروں کا fix rate ہے۔ چاہے بارش ہو یا نہ ہو، ٹیوب ویل چلیں یا نہ چلیں، زمینداری ہو یا نہ ہو، وہاں پر فصل اُگے نہ اُگے، ہم لوگ چار ہزار روپے دیتے تھے۔

اب چھ مہینے بعد انہوں نے ایک letter بھیجا ہے کہ اس fix rate کو ختم کیا جائے کیوں کہ ہمارے پاس پیسہ نہیں ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! کروڑوں نہیں اربوں روپے یہ خرچ کررہے ہیں۔ اس وقت بلوچستان کے ساتھ ظلم دیکھیں، زلزلہ وہاں پر آیا، لوگ وہاں پر مرے، لوڈشیڈنگ وہاں پر ہے، گیس وہاں سے نکلتی ہے مگر وہاں گیس کی لوڈشیڈنگ ہے۔ زیارت میں اتنی برفباری ہو رہی ہے اور لوگ کھلے میدان میں پڑے ہوئے ہیں۔ جناب ! ان کی طرف کوئی توجہ نہیں ہے۔میں آپ سے ایک التجاء کروں گی اللہ کے واسطے میں تو حیران ہوں یہ تو مسلمان ہیں، اللہ ان کو زندگی دے، سلامت رکھے مگر یہ بلوچستان کی طرف تو دیکھتے ہی نہیں ہیں۔

اپنے چکروں میں لگے ہوئے ہیں، بھائی پہلے ان کو تو بچاؤ جو برفباری میں پڑے ہوئے ہیں، کوئی ان کا پرسان حال نہیں ہے۔ میں آپ سے یہ درخواست کرتی ہوں کہ خدا کے لیے پانچ منٹ کے لیے آپ یہ ہنگامہ وغیرہ بند کریں اور بلوچستان پر توجہ دیں۔ گیس کے لیے ہم پریشان ہیں، بجلی کے لیے ہم پریشان ہیں۔ مظالم کی گٹھڑی انہوں نے بلوچستان میں پھینک دی ہے۔ خدا کے لیے اب جمہوریت ہے، اب لوگوں کو تنگ نہ کرو۔ میں یہی کہتی ہوں کہ یہ صحیح طریقے سے جواب دیں۔

جناب چیئرمین: رضا صاحب کو سن لیں۔

سینیٹر آغا پری گل: رضا صاحب بے چارے کیا کریں گے۔

جناب چیئرمین: بہت کچھ کریں گے، ان کو سن تو لیں۔ جی رضا صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! میں نے جواب اس لیے نہیں دیا کیوں کہ fresh points of order آرہے تھے ورنہ کافی پہلے میں جواب دے دیتا۔

جناب چیئرمین: رضا صاحب کو سن لیں تاکہ ہمارے باقی ساتھی بھی accommodate ہوسکیں۔

سینیٹر آغا پری گل: رضا صاحب مجھے اس وقت بہت اچھے لگتے تھے جب یہاں بیٹھتے تھے اور خوب بولتے تھے اور دل خوش ہوتا تھا، جب سے یہ وہاں گئے ہیں چپ ہوکر بیٹھ گئے ہیں پتا نہیں ان کو کیا ہوگیا ہے۔

جناب چیئرمین: رضا صاحب۔ پری گل صاحبہ! ان کو سن لیں کیوں کہ ہمارے تین ساتھی اور بھی رہتے ہیں ان کو بھی accommodate کرنا ہے۔ جی رضا صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین صاحب! میری بہن پری گل آغا صاحبہ نے پرسوں دو مسئلے اٹھائے تھے۔ ایک تو سبک زئی ڈیم کا تھا اور دوسرا Overseas Employment کا تھا اور ایک ابھی انہوں نے جو بات کی ہے میں ان تینوں مسئلوں کو address کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ جہاں تک سبک زئی ڈیم کا تعلق ہے انہوں نے کہا تھا کہ اس کے funds روک دیے گئے ہیں اور اس کا کام رک گیا ہے۔ میں نے حکومت بلوچستان سے رابطہ کیا تھا اور

حکومت بلوچستان سے جو مجھے رپورٹ موصول ہوئی ہے Planning and Development Department کی طرف سے، انہوں نے یہ بتایا ہے کہ سبک زئی ڈیم کی estimated cost جو تھی that was 1,5,76.554 million rupees. اس پر total expenditure upto 13-12-2008 وہ 1,5,30.00 million rupees ہوچکا ہے اور physical progress کے بارے میں انہوں نے کہا ہے کہ 99.5% یہ complete ہوچکا ہے .5% رہ گیا ہے and they are in the process of completing it. So, the dam is almost complete. جہاں تک ان کا دوسرا Point of Order تھا overseas کا اس کے لیے میں نے Minister for Overseas سے رابطہ کیا ہے اور وہ مجھے کل تک اس کے جو بھی اعداد و شمار ہیں، انہوں نے کہا تھا کہ بلوچستان سے کوئی representation نہیں ہے، وہ مجھے کل تک دے دیں گے۔جو بھی actual position ہوئی میں وہ آپ کے توسط سے ایوان کے سامنے رکھ دوں گا۔

جناب چیئرمین! یہاں پر میں صرف اتنا عرض کرنا چاہوں گا کہ ٹھیک ہے کہ میں نے یہ بات پرسوں بھی کہی تھی کہ بلوچستان کے تمام مسائل حل نہیں ہوئے اور نہ ہی اتنی کم مدت میں وہ حل ہو سکتے ہیں کیوں کہ ہم بنیادی طور پر سمجھتے ہیں کہ ان تمام مسائل کا حل صوبائی خودمختاری ہے لیکن موجودہ حکومت نے، آپ نے دیکھا کہ پرسوں ہی اس بات کا اعلان کیا کہ بلوچستان کا جو over draft تھا 17.15 billion کا، سٹیٹ بینک کے ساتھ بات کرکے اس کو چھ مہینے کے لیے freeze کیا گیا اور پھر اس کے بعد وفاقی حکومت نے یہ اپنے ذمے لیا ہے کہ بلوچستان کا 17. 15 billion rupees کا جو soft loan تھا اس کو چھ مہینے کے بعد وفاقی حکومت pay کرے گی۔لہذا پہلی دفعہ بلوچستان کی تاریخ میں outstanding loan State Bank of Pakistan کے ساتھ نہیں ہو گا۔

(ڈیسک بجائے گئے)

اسی طرح جیسے ہی موجودہ حکومت برسر اقتدار آئی تو وزیراعظم نے بجٹ کے وقت 3 billion rupees کا ایک special fund allocate کیا تاکہ بلوچستان کے مسائل کا حل ایک حد تک نکل سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ جناب چیئرمین! جو رائلٹی کا مسئلہ تھا اس کی مد میں بھی پہلی دفعہ 3 billion rupees موجودہ حکومت نے بلوچستان کے لیے release کیے اور

وفاقی حکومت نے earthquake affectees کے لیے 2 billion rupees release کیے ہیں۔ ہمیں اس بات کا احساس ہے کہ بلوچستان کے عوام کی مشکلات ہیں' پاکستان کے عوام کی مشکلات ہیں لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ہنگامی اقدامات تو ہوسکتے ہیں اصل میں اس مسئلے کا حل تب ہے جب ہرصوبے کے عوام اپنے resources کے مالک خود ہوں۔ جہاں تک یاسمین بی بی نے point of order raise کیا تھا اور انہوں نے فرمایا تھا کہ 31-01-2009 کی جو cut off date ہے Benazir Income Support Programme کی اس میں توسیع کی جائے۔ میں نے جو اس کی چیئرپرسن ہیں ان کو ہاؤس کا sense convey کردیا ہے اور اگلے چند دنوں میں اس کا کوئی مثبت جواب سامنے آجائے گا۔

جناب چیئرمین: محمد حسین صاحب۔ آپ نے اگر کچھ کہنا ہے تو آخر میں بات کرلیں تاکہ یہ بھی ہو جائے۔ سید محمد حسین صاحب۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: جناب چیئرمین! میرے پوائنٹ کا جواب نہیں دیا گیا۔

جناب چیئرمین: جب ان کے پاس جواب آجائے گا تو وہ دے دیں گے۔ سید محمد حسین صاحب جلدی بولیں تاکہ باقی ساتھی بھی بات کرسکیں۔

سینیٹر سید محمد حسین: میرا point of order اس فنڈ کے بارے میں ہے جو ایک مرتبہ lapse ہوا تھا اور بعد میں ہم نے دوبارہ درخواست دی اور اب ہر دفتر کا ہم چکر لگا رہے ہیں۔ ہر ایک یہی کہہ رہا ہے کہ فلاں دفتر میں یہ پھنسا ہوا ہے۔ اس فنڈ کے بارے میں غور کیا جائے وہ ابھی تک release نہیں ہوا۔ میں اس کے بارے میں درخواست کرتا ہوں کہ اس کو release کیا جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کے فارم ہیں ان کی آخری تاریخ دے دی گئی ہے۔ فاٹا کے دور دراز علاقے ہیں' برف ہے وہاں سے ہم اتنی جلدی ان فارموں کو اکٹھا نہیں کرسکتے جو ہم نے تقسیم کیے ہیں۔ لہذا مہربانی کرکے اس کی تاریخ میں توسیع کی جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: رضا محمد رضا صاحب۔ واک آؤٹ کرگئے۔ جی اسحاق ڈار صاحب۔

Working of IPPs

سینیٹر محمد اسحاق ڈار، جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ میں بڑا briefly عرض کروں گا۔ چوں کہ Minister for Water and Power موجود ہیں اور power shortage پر بات ہوئی ہے۔ جناب میں آپ کے توسط سے ان کو گزارش یہ کروں گا کہ ہاؤس کے ساتھ جو ایک reality ہے اور جو اصل picture ہے وہ share کریں کیوں کہ پریس کے مطابق کافی IPPs اس وقت under capacity چل رہے ہیں اور main problem یہ ہے کہ circular debt بن چکا ہے اور اس کا size as per Press کوئی چار سو یا ساڑھے چار سو ارب روپیہ ہے۔ میں ان کی توجہ چاہوں گا، ان کو غالباً یاد ہوگا کہ April, 2008 میں وہ وزارت خزانہ میں تشریف لائے تھے، ان کے ساتھ ان کی پوری وزارت کی سینئر بیوروکریسی موجود تھی اور ان کی calculation کے مطابق، میں نے اس وقت کوئی چیز impose نہیں کی، as Finance Minister ان کو چوبیس ارب روپے درکار تھے اپنے پیداواری سائیکل کو full-fledge شروع کرنے کے لیے۔ آپ بخوبی سمجھتے ہیں کہ Bill ایک دم pay نہیں ہوتا ایک credit cycle جسے ہم کہتے ہیں یا ادھار کا ایک cycle ہے۔ اس وقت جناب معزز وزیر صاحب اور میرے بھائی جو بڑی محنت کر رہے ہیں ان کی calculation تھی کہ چوبیس ارب روپے چاہییں۔ State Bank کی یہ حالت تھی کہ جو پورے سال 30 June, 2008 تک اکیاسی ارب روپے کا over draft ہونا تھا وہ پانچ سو ارب cross کر چکا تھا۔ میں نے ان کے حکم کے مطابق اس وقت ۲۴ ارب روپے اڑتالیس گھنٹے میں arrange کر کے دیئے لیکن اب جو اخبار چار سو ارب کی بات کر رہے ہیں، Under capacity کی بات کر رہے ہیں، circular debt کی بات کر رہے ہیں، ہمیں یہ حقیقت بتائیں کہ تاکہ ہم کوشش کریں کہ یہ مسئلہ کیسے حل ہوگا؟ میں ان سے گزارش کروں گا کہ جب یہ جواب دیں اس issue کے اوپر تو مہربانی کر کے میری جو observations ہیں اس پر بھی روشنی ڈالیں اور secondly میں briefly عرض کروں گا کہ Leader of the House نے بڑی graciously یہ under take کیا تھا کہ غزہ کے لئے جو ڈاکٹرز گئے ہیں اور وہاں جتنے مریض ہیں اس وقت وہاں serious condition ہے، ان کے لئے ڈاکٹرز چاہییں۔ Egypt میں اپنی Embassy کو یہ فرما دیں گے کہ ڈاکٹرز کو assist کریں کیا انہوں نے ان کو اطلاع کر دی ہے۔ آج ڈاکٹرز وہاں پہنچ

چکے ہوں گے۔ بہت شکریہ۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: پروفیسر صاحب سے بھی بات ہوئی تھی۔ انہوں نے بتایا کہ ڈاکٹرز وہاں پر پہنچے ہیں۔ ان کو شاید کچھ مشکلات ہیں لیکن انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ Embassy ان کے ساتھ in touch ہے اور ان کی مدد کر رہی ہے لیکن ان کو ذرا مزید کہہ دیا جائے۔ آج صبح میں نے بات کرنے کی کوشش کی۔ میرا ان سے رابطہ نہیں ہو سکا۔ میں ابھی پھر کر لوں گا لیکن initially جو بات تھی وہ میں نے کہہ دی تھی اور اس کی تصدیق پروفیسر صاحب نے بھی کر دی۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب دو گروپس ہیں۔ غالباً سات ڈاکٹرز ہیں اور ان کو force کر رہے ہیں۔ Standing instructions چلی جائیں کیونکہ ان کے پاس equipment ہو گا۔ انہوں نے پھر وہاں سے غزہ کے علاقے میں داخل ہونا ہو گا۔ Embassy کا اس میں بہت بڑا role ہے۔ اگر یہ ان کو فرما دیں کہ ڈاکٹرز مسلمانوں کی مدد کے لئے آ رہے ہیں تو ایک direction ان کو مل جائے گی۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! میں یہ وضاحت کر دوں کہ تین ڈاکٹرز جو جمعہ کو گئے تھے، وہ ابھی تک وہاں انتظار کر رہے ہیں۔ میرے پاس message ابھی آیا ہے Embassy ہمارے لئے کوشش کر رہی ہے لیکن ابھی تک ہمیں Egyptian authorities نے اندر جانے کا موقع نہیں دیا ہے۔ یہ تمام medical supplies, operation کے اوزار لے کر گئے ہیں لیکن وہ انتظار کر رہے ہیں اس لئے اس پر آپ کو زیادہ کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین: رضا صاحب میں نے آپ کا نام بلایا تھا۔ آپ بولنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر رضا محمد رضا: میں نے walkout کیا ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں تو walkout کس بات پر کر رہے ہیں۔ جو آپ کے ساتھی ہیں، جن کے نام پہلے مجھے دیے گئے ہیں ان کو میں نہ بلاؤں، آپ کو پہلے بلا لوں۔

سینیٹر رضا محمد رضا: بلوچستان میں لوگ زخمی ہو رہے ہیں اور بہت سارے لوگ مر

رہے ہیں۔ آج کوئٹہ کے سب سے بدترین حالات ہیں۔ میں آپ سے بار بار request کر رہا ہوں اور آپ کو احساس نہیں ہو رہا۔

جناب چیئرمین، آپ بتائیں میں کیا کروں۔ میرے پاس جس ترتیب میں نام آتے ہیں۔ آپ نے point of order پر بولنا ہے۔ مختصر بولیں اور بھی بہت سارے ساتھی رہتے ہیں۔ آپ بولیں۔

سینیٹر رضا محمد رضا، میں بولوں گا۔ آپ مجھے موقع دیں گے۔ میں بولوں گا۔

جناب چیئرمین، آپ کو موقع دے رہا ہوں۔ آپ کا نام بلایا ہے میں نے۔ آپ خود چلے گئے ہیں۔

سینیٹر رضا محمد رضا، جناب! میرا point of order یہ ہے کہ کوئٹہ اس ملک کے ایک اہم ترین صوبے کا دارالخلافہ ہے۔ کوئٹہ میں آج دن کی روشنی میں مسلح لوگوں نے ہزارہ ڈیمو کریٹک پارٹی کے چیئرمین کو شہید کیا اور اس پر تمام صوبے میں بلوے ہوئے۔ جتنی بھی law enforcing agenies ہیں سب کی کوشش یہ تھی کہ کوئٹہ میں بلوہ ہو جائے۔ لوگ آپس میں الجھ جائیں۔ اموات واقع ہوں یعنی بلوے ہوں۔ ایسے حالات میں پختونخواہ ملی پارٹی اگر نہ ہوتی تو کوئٹہ میں آج ہزاروں لوگ مر جاتے۔ سینکڑوں واقعات ہوتے۔

جناب! میرا point of order یہ ہے کہ کوئٹہ میں ایک خاص منصوبے کے تحت مسلسل واقعات ہو رہے ہیں۔ بے گناہ لوگ شہید کئے جا رہے ہیں۔ Target killings ہو رہی ہیں۔ Forces پر حملے ہو رہے ہیں۔ Non sectarian لوگوں پر، democratic لوگوں پر حملے ہو رہے ہیں۔ اس وجہ سے یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ ایسے حالات پیدا کئے جائیں کہ جس سے anarchy پیدا ہو۔ یہاں کی گورنمنٹ مکمل طور پر ناکام ہوگئی ہے۔ رشوت اور لوٹ مار میں سب لگے ہوئے ہیں۔ قانون نافذ کرنے میں، امن و امان بحال کرنے میں، جان ومال کے تحفظ کو یقینی بنانے میں کوئی اقدام نہیں کئے جا رہے۔ اب تک جتنے بھی واقعات ہوئے ہیں ان میں کوئی واقعہ ایسا نہیں ہے کہ جس کے ملزم گرفتار ہوئے ہوں، جس کے مجرم گرفتار ہوں، جس کو سزا ہوئی ہو یا کسی بھی واقعے کے بعد امن و امان کی صورت حال میں بہتری آئی ہو۔

آج کے واقعے میں دن کی روشنی میں مسلح لوگ آئے ہیں اور ان کے مراکز کا سب لوگوں کو پتا ہے' اداروں کو پتا ہے۔ آج کے واقعے سے کوئٹہ میں درجنوں لوگ زخمی بھی ہوئے ہیں۔ اربوں روپے کا نقصان ہوا ہے۔ بہت ساری نجی املاک تباہ ہوئی ہیں۔ بینک وغیرہ بھی جلائے گئے ہیں۔ اس وقت تک بھی واقعات ہو رہے ہیں۔ کل پورے شہر میں سوگ ہو گا اور مزید واقعات ہونے کے خدشات ہیں۔ جو مجرمان ہیں ان کو فوری طور پر گرفتار کیا جائے' ان کو سزا دی جائے اور یہ جو سازشیں ہو رہی ہیں ان کا خاتمہ کیا جائے۔ یہ میرا مطالبہ ہے اور جتنی بھی املاک نجی اور سرکاری جن کا بھی نقصان ہوا ہے ان کو تاوان دیا جائے۔ اس واقعے میں ٹرانسپورٹروں کی گاڑیاں جلی ہیں' لوگ زخمی ہوئے ہیں اور جو لوگ مرے ہیں ان کے لئے فوری طور پر relief کا انتظام کیا جائے۔ نقصان کا ازالہ کیا جائے۔ مجرموں کو گرفتار کیا جائے۔

(اس دوران ایوان میں مغرب کی اذان سنائی دی)

جناب چیئرمین : ہمارے تین ساتھی رہتے ہیں۔ Points of order کر کے پھر مغرب کے لئے برخاست کر لیتے ہیں۔ طارق عظیم صاحب' مولانا حیدری صاحب اور اسماعیل بلیدی صاحب۔ اس کے بعد پھر دیکھتے ہیں۔ اگر آپ اٹھتے جائیں گے تو ختم ہی کر دینا ہو گا۔ آپ لوگ خود بھی تھوڑا خیال رکھیں۔ چلو پھر آپ کہیں تو رزینہ عالم صاحبہ بول لیتی ہیں۔

Appreciation of Previous Government's Economic Policies

سینیٹر طارق عظیم خان، جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہو گا کہ میں نے جمعے کے دن ایک point raise کیا تھا IMF کو خط لکھا گیا تھا ہماری طرف سے' ہماری حکومت کی طرف سے' انہوں نے اس کو سراہا تھا' پچھلی حکومت کی economic policies کو۔ اس میں میرے دوست جناب! رضا ربانی صاحب نے کہا تھا کہ ان کو ایسے خط کا کوئی علم نہیں ہے کہ ایسا کوئی خط لکھا گیا۔ جیسے میں اگر پڑھ دوں تو انہوں نے کہا کہ اگر ایسا خط لکھا گیا ہے تو یقیناً وہ اس دور کے کسی bureaucrat کا لکھا ہو گا کیونکہ ہماری پوزیشن آج بھی یہی ہے کہ جو تباہی اس حکومت کی economic policies سے اس ملک میں آئی وہ شاید پاکستان کی تاریخ میں پہلے کبھی نہیں آئی۔ یہ جناب! honourable Senator Raza Rabbani کا جواب تھا۔ میں نے، جیسے آپ نے instruct کیا تھا' کی کاپی رضا ربانی صاحب کو دے دی تھی۔ کیا آج وہ اپنے اس

stand پر قائم ہیں کہ جو خط تھا----

جناب چیئرمین، سن لیں۔

سینیٹر طارق عظیم خان، جناب! میں ختم کرنے لگا ہوں۔ میرے دوست رضا ربانی صاحب کیا آج بھی اپنے اس stand پر قائم ہیں کہ یہ خط کسی bureaucrat کی طرف سے لکھا گیا یا جیسے میں نے ان کو کاپی دی یہ خط جناب شوکت ترین صاحب جو Advisor ہیں Finance کے اور co-signed by Shamshad Akhtar, Governor State Bank of Pakistan کا، جس میں اگر آپ ذرا دو منٹ دیں تو میں آپ کو پڑھ کر بتا دوں۔

جناب چیئرمین، میرے خیال میں یہ خط آپ record پر دیں ٹائم بہت تھوڑا ہے۔

سینیٹر طارق عظیم خان، میں ذرا اس کو پڑھ کر بتا دوں۔ یہ Memorandum of Economic and Financial Policies کے بارے میں انہوں نے جو attachment کی ہے اس میں انہوں نے لکھا ہے Point-1 پر کہ

In the last decade Pakistan's economy witnesses a major economic transformation

اس میں لکھا گیا کہ The GDP increased نہیں

but this is the case that you are writing to the IMF. This is the GDP increased from 60 billion in 2000-1 to 170 billion in 2007. To see, during this very period, the per capita income which was under 500 dollars rose to 1000 dollars. International trade increased from 200 billion to nearly 600 billion

یہ جناب! breif ہے اس کا

but they have a 24 page attachment to the letter they wrote to the IMF on whose basis they managed to get this emergency aid. Does he stand by what he said on Friday

کہ اس قسم کا خط ہماری طرف سے کوئی نہیں گیا

or he has after that given the letter, the copy of the letter, now he stands corrected.

Senator Mian Raza Rabbani: I don't stand corrected because I did not get a copy of the letter. He came to my office and said that he will fax it which I have not received. I have a copy here of the letter of intent which is signed by Shaukat Tareen and Shamshad Akhtar. It is a two paragraph letter and there is no mention of any such thing. If the House wants, I can read that letter. I will place this letter on the floor of the House and to the honourable Member, I don't believe in hiding documents. The document that I have, if I have to be corrected, I have the moral courage to say that 'yes' I was wrong, I need to be corrected but this is the letter. He spoke about the letter of intent. This is the letter of intent, two paragraphs signed by Shaukat Tareen and Shamshad Akhtar and there is no mention of the paragraph that he is alluding to. If there is an attachment, the attachment has been probably written by their hangers on, I still maintain the position of the Government of Pakistan that the state of the economy today is in a mess because of the elitist economic policies that were followed by their regime which was anti-people, anti-federation and which was aimed at making Pakistan into a market for the multinational.

Senator Tariq Azeem Khan: Sir, he has not taken the trouble to go through the proper attachments once. These attachments and the copies are available on the website of IMF. It is available. I can again give

it to him but the matter is so serious.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, look at the record, he is talking about the letter of intent. I have given the letter of intent as Leader of the House.

Senator Tariq Azeem Khan: I will also give him attachments and I think the matter is so serious.

Senator Mian Raza Rabbani: Now he has come out to the attachments. That day he said it is in the letter of intent which is signed by Shaukat Tareen and Shamshad Akhtar.

Senator Tariq Azeem Khan: Mr. Chairman, the matter is so serious. We need to clarify this. Are they talking one thing privately and when they speak publicly, they speak different.

(Interruption)

سینیٹر میاں رضا ربانی، آپ اپنے دور کی باتیں نہ کریں۔

Senator Tariq Azeem Khan: I request through you Mr. Chairman that the matter is so serious that honourable Shaukat Tareen Sahib should come to this House and make the matter clear. Did he write this letter or if he does, he signed letters without knowing what the attachment is?

Senator Mian Raza Rabbani: If you have the moral courage to place your documents on the record, I will place that letter on the record.

جناب چیئرمین، آپ رضا صاحب کو documents دے دیں۔

Senator Tariq Azeem Khan: I will give it to him but through you Mr. Chairman I will still say that Shaukat Tareen Sahib should come to this House and clarify the position.

جناب چیئرمین: مولانا عبدالغفور حیدری۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: جناب چیئرمین! میری گزارش اس ہاؤس کو بشمول آپ کے متوجہ کرانا مقصود ہے اور خاص طور پر صوبہ سندھ کی حکومت کو کہ ضلع غالباً کشمور ہے، وہاں دو قبائل ہیں اوگاہی اور پنیانی ان کی چار سال سے لڑائی چل رہی ہے اور اب تک تقریباً 55 افراد قتل ہو چکے ہیں اور سینکڑوں لوگ زخمی ہیں ۔ ان کی لڑائی بھینس کی چوری سے شروع ہوئی تھی جو اب اس حد تک پہنچی ہے۔ وہاں نہ کوئی قبائلی کردار ادا کر رہے ہیں، نہ حکومت ادا کر رہی ہے۔ اس حوالے سے میں نے کئی بار وہاں کے ڈی آئی جی سے بھی بات کی، آئی جی سے بھی گزشتہ ایام میں بات کی، وہاں کے ڈی پی او سے بھی بات کی لیکن اس کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ آپ کے توسط سے میں چاہوں گا کہ اس پر کوئی خصوصی توجہ دی جائے کہ ان قبائل کے درمیان جو چار سال سے قتل و غارت گری کا سلسلہ جاری ہے اور اس کے نتیجہ میں بے گناہ لوگ قتل ہو رہے ہیں اور بڑے لوگ جو ان کے سردار ہیں، نواب ہیں وہ تماشا دیکھ رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ شاید وہ اسی میں اپنی مصلحت اور بہتری سمجھتے ہیں۔ وہ قوم کہنے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن جب اس طرح کے مسائل پیدا ہوتے ہیں تو اس میں وہ پھر دلچسپی نہیں لیتے لیکن اس کے ساتھ حکومت سندھ کی خاموشی یا عدم کارکردگی اور عدم توجہ افسوسناک ہے۔ اس ہاؤس کے حوالے سے اگر کوئی حکومت سندھ کو ایک پیغام دیا جائے کہ وہ اس علاقے میں امن قائم کرنے کے لیے جو بھی بہتر تدابیر ہو سکتی ہیں وہ اقدام اٹھائے اور کشت و خون کو بند کریں۔

جناب چیئرمین: رزینہ عالم صاحبہ۔

سینیٹر رزینہ عالم خان: جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے یہ بیان کرنا چاہتی ہوں کہ ضلع اٹک میں 933 بیلدار ہیں جن کو بغیر کسی وجہ برطرف کر دیا گیا۔ پچھلے دس ماہ سے ان

کی تنخواہیں نہیں دی گئیں۔ 18 جنوری کے "جنگ" میں اس کی پوری تفصیل آئی ہوئی ہے۔ جناب والا! 22 جنوری کو میں خود اٹک گئی ہوں۔ میں وہاں پر ایک educational project کے افتتاح کے سلسلے میں گئی تھی۔ میں خود ان لوگوں سے ملی ہوں، انھوں نے بھوک ہڑتال کی ہوئی تھی۔ ایک طرف تو برطرف شدہ کئی کئی سالوں کے جو employees ہیں ان کو دوبارہ induct کیا جا رہا ہے اور ایک طرف غریب ملازمین جناب والا! ان کی تنخواہیں تین ہزار اور چھ ہزار کے درمیان ہیں۔ ان گھروں میں بہت برا حال ہے اور وہ 933 بیلدار سڑک پر بیٹھے ہیں جو کہ حکومت کے ملازمین تھے۔ ان کو بغیر کسی وجہ سے برطرف کیا گیا ہے۔ اس کا مہربانی سے نوٹس لیا جائے کیونکہ ان غریبوں کے چولے نہیں جل رہے ہیں اور اوروں کے چولے جل رہے ہیں اور پتا نہیں کس کے جل رہے ہیں، غریبوں کے تو بہرحال نہیں جل رہے ہیں۔ شکریہ جناب والا۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: دو دن پہلے میں نے ایک سوال یہاں اٹھایا تھا کہ مکران یا بلوچستان میں گزشتہ 12 ماہ پہلے جو سیلاب آیا تھا اس کے متاثرین کی مالی مدد کی جائے تو رضا ربانی اور نوید قمر صاحب نے بھی کہا تھا کہ اس کے لیے 8 ارب روپے approved ہیں اور یہ رقم ان کو transfer کرنی ہے۔ ان میں سے اب تک پچاس کروڑ بلوچستان کو transfer ہوئے ہیں اور باقی 7 ارب ابھی تک pending میں جا رہے ہیں۔ یہ رقم منسٹری فنانس کے پاس پڑی ہوئی ہے۔ میں رضا ربانی صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اس کا جواب دیں کیونکہ ہمارے تربت کے علاقے کے جو متاثرین ہیں وہ ابھی تک خیموں میں اس سردی میں پڑے ہوئے ہیں۔ ابھی تک وہ وہاں در بدر پھر رہے ہیں۔ حکومت جلدی اس رقم کو transfer کرے۔ چیف سیکرٹری بلوچستان نے بھی کہا تھا کہ یہ پچاس کروڑ کچھ نہیں ہیں کیونکہ جھل مگسی، خضدار، مکران، پنجگور، قلات اور اس طرح کے بہت سارے متاثرین کو امداد دینی ہے۔ رضاصاحب اگر اس کا جواب دیں اور ہمیں مطمئن کریں تاکہ ہم وہاں کے عوام کو مطمئن کریں۔

جناب چیئرمین: رضا صاحب آپ کچھ کہنا چاہیں گے؟

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! کچھ figures تو میرے پاس ہیں لیکن میں کچھ اور بھی لے لوں تو صبح تک میں آپ کو جواب دے دوں گا۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے بلیدی صاحب کو پھر کل جواب دے دیں۔

سینیٹر کامران مرتضٰی : جناب! میری دو چھوٹی چھوٹی باتیں تھیں اور مجھے رضا ربانی صاحب کی طرف سے ان کے جواب کا ابھی تک انتظار ہے۔ جناب! جس طرف میں آپ کی توجہ دلا نا چاہ رہا ہوں۔اداروں میں سے ایک اہم ادارہ Planning Commission of Pakistan ہے۔ صوبوں میں سے ایک اہم صوبہ بلوچستان ہے۔ جناب! بد قسمتی کی بات یہ ہے کہ ---

جناب چیئرمین: اس point کو پہلے آج raise کر دیا گیا ہے۔

سینیٹر کامران مرتضٰی: جناب! میں نے in writing بھی دیا تھا' move بھی کیا تھا کہ Planning Commission of Pakistan میں ایک ممبر بھی including the Secretary بلوچستان سے نہیں ہے۔ صرف یہ نہیں کہ بلوچستان سے نہیں ہے بلکہ باقی تین صوبوں سے نہیں ہے۔ جناب! جہاں پانی نہیں ہے' یہاں پر کوئی نمائندہ موجود نہیں ہے تو ہمارے مسائل کیسے حل ہوں گے؟ جناب! پھر یہ ہنگامے تو ہوں گے' کوئٹہ میں ہنگامے ہوں گے' دوسری جگہ پر ہنگامے ہوں گے۔ اس طرح احساس دلایا جاتا ہے اور احساس ہونا چاہیے کہ ہمارے ساتھ کس طرح کی زیادتی ہو رہی ہے۔ اس بات کو confirm کرنے کے لیے میں نے اور مولانا حیدری صاحب نے کئی مرتبہ ٹیلیفون Secretary Planning Commission کو کیا لیکن جواب یہ ملتا ہے کہ سیکرٹری صاحب موجود نہیں۔ سیکرٹری صاحب کہتے ہیں جوائنٹ سیکرٹری صاحب سے بات کریں۔میں نے اس کو request کی کہ جناب مہربانی کریں کہ یہ جتنے آپ کے members ہیں ان کے نام اور ان کے domiciles بمعہ سیکرٹری کے ہمیں عنایت کر دیجیے۔ اس نے کہا کہ ہاں ہم سیکرٹری کو کہیں گے کہ اپنا نام provide کرے اور اپنا domicile آپ کو بتائے۔ جناب! کئی دن اس exercise کو ہو گئے ہیں لیکن یہ نہیں ہوا۔ میں نے adjourment motion move کیا ہوا ہے - Privilege motion دینا مجھے اچھا نہیں لگتا کیونکہ میں treasury benches میں بیٹھا ہوا ہوں اور اگر treasury benches پر بیٹھ کر میرا یہ حال ہے کہ میں کسی کا ڈومیسائل نہیں جان سکتا' مجھے پاکستان کے ایک ذمہ دار ادارے کے members کا ڈومیسائل پتہ نہیں چل سکتا' مجھے اس کے members کے نام نہیں پتا چل سکتے'

ابھی ایک صاحب کو extension بھی دی ہے، تو یہ سارے کے سارے ایک مخصوص صوبے سے ہیں، پھر میری کیا حیثیت ہے اور میرے صوبے کی کیا حیثیت ہے؟ جناب والا! اس طرح کے معاملات پر redressal نہیں ہوتا، ایک سال گزر گیا ہے، باقی چار سال بھی پورے ہو جائیں گے مگر اس طریقے سے معاملات درست نہیں ہوں گے۔ روز target killings ہوتی رہیں گی، روز ہر جگہ پر آگ لگے گی، روز اس طرح کے مسائل ہوں گے، پھر آپ اس کو settle نہیں کرسکیں گے۔ مہربانی۔

جناب چیئرمین، راجہ صاحب! آپ نے کچھ بولنا ہے؟

راجہ پرویز اشرف (وفاقی وزیر پانی و بجلی): جناب چیئرمین! فاضل اراکین نے point of order پر loadshedding کے بارے میں اپنے concerns show کئے جس کے لیے میں ان کا مشکور ہوں لیکن میں ان کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ loadshedding کا یہ مسئلہ بدقسمتی سے ہمیں ورثے میں ملا۔ System میں اس وقت 3,500 megawatts کی کمی تھی، ہم نے آتے ہی ہنگامی بنیادوں پر power generation کی طرف توجہ دی ہے۔ اس وقت 9,000 megawatts کے projects پر کام شروع ہے اور یقیناً 3,500 megawatts کی C.O.D. دسمبر 2009 تک confirm ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ انشاء اللہ دسمبر 2009 میں load shedding کا خاتمہ ہو جائے گا۔

میں سمجھتا ہوں کہ اب صورت حال بہتر ہونا بھی شروع ہوگئی ہے کیونکہ یہ جو پچھلا مہینہ گزرا ہے، اس میں canal closure تھا، نہریں بند تھیں، اس وجہ سے منگلا اور تربیلا سے water releases نہیں ہو رہی تھیں۔ اب تھوڑا بہت پانی release ہونا شروع ہوا ہے، خاص طور پر تربیلا سے، اس لیے آج صورت حال کافی بہتر ہے۔ آج ہماری peak generation 9,600 megawatts ہے جبکہ demand 11,000 megawatts ہے، اس طرح total shortfall 1,400 megawatts کی ہے۔ یہ بتدریج بہتر ہونا شروع ہو جائے گی۔

جناب والا! یہاں سوال اٹھایا گیا IPPs کے بارے میں، کیا ان کی generation کم ہے اور اس کی وجوہات کیا ہیں۔ جناب چیئرمین! جہاں 3,500 megawatts کی shortfall تھی،

وہاں 400 ارب روپے کا circular debt تھا جس کی طرف جناب اسحاق ڈار صاحب نے اشارہ کیا۔ چونکہ یہ Finance کے آدمی ہیں' اس لیے مجھ سے بہتر اس سارے نظام کو بھی سمجھتے ہیں' تو ہوا یہ کہ واپڈا نے 158 ارب روپے ان بجلی پیدا کرنے والی کمپنیوں، تیل کمپنیوں اور گیس کمپنیوں کو دینے تھے۔ جبکہ 268 ارب روپے مختلف جگہ سے لینا بھی تھے جس میں Karachi Electric Supply Corporation کے ذمے 80 ارب روپے تھے۔ اس میں FATA کے ذمے بھی اتنے ہی تقریباً 81 ارب روپے تھے' باقی کچھ سرکاری محکمے بھی تھے' کچھ private لوگ بھی تھے۔ اس 400 ارب روپے کے circular debt نے اس پورے system کو jam کیا۔ یقیناً اس پر سارے constraints تھے لیکن اس کے باوجود حکومت نے بڑے highest possible office سے صدر مملکت نے' جناب وزیر اعظم نے خود intervention کی اور ہم نے oil کی supply کو موزوں طریقے سے زیادہ کیا' IPPs کو oil ملنا شروع ہوگیا۔ ان کی generation بھی بہتر ہو چکی ہے۔

ابھی ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ آدھے قرضے کو' Finance کے ساتھ مل کر Finance Advisor اس پر کام کر رہے ہیں' IPPs کے ساتھ meeting ہو گئی ہے کہ 50% of circular debt اس مہینے ختم کر دیا جائے گا۔ ہم ان کو چھ مہینے کا road map دیں گے' 30th June تک اس circular debt کا issue ختم ہو جائے گا۔ اس وقت خدا کے فضل و کرم سے IPPs, Oil companies اور gas companies میں confidence آگیا ہے اور وہ اس طرح translate ہوا ہے کہ جو نئے projects کے لیے ہم نے international competitive bidding کی ہے' اس کے لیے تقریباً 4 ارب ڈالر کی investment کے لیے انہوں نے اپنی intent show کی ہے۔

جناب چیئرمین! یہاں پر محترمہ پری گل آغا صاحبہ نے جو سوال اٹھایا' ایک تو وہ بلوچستان کے حوالے سے تھا-----

جناب چیئرمین، پری گل آغا صاحبہ! آپ کے point کا جواب دے رہے ہیں----

راجہ پرویز اشرف، مجھے ان کا بہت احترام ہے اور یہ ہمیشہ بہت اچھی بات کہتی ہیں۔

جہاں تک irrigation اور tube well system کے لیے flat rate کا تعلق ہے، تو پہلے تو یہ تھا کہ ہر جگہ پر flat rate اور تھے، metering جو ہے اس کا option لوگوں کو تھا کہ اگر آپ یہ چننا چاہتے ہیں اس میں سے یا اگر آپ اپنے لیے flat rate کرتے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں لیکن پھر اس کی ساری calculation کر کے، machine کی motor کی، کتنی pumping ہوتی ہے، تو کچھ لوگوں کو بہت اعتراض تھا کہ اتنا پانی تو ہم استعمال نہیں کرتے جتنا flat rate پر ہمیں bill دینا پڑتا ہے۔ میں ایوان کو صحیح صورت حال بتانا چاہوں گا۔ اس وقت بلوچستان کے جتنے بھی زرعی feeders ہیں، اس پر ہمارا سب سے زیادہ نقصان ہو رہا ہے، وہاں سے ہماری 10% recoveries ہیں، this is fact of the matter حقیقت حال یہ ہے۔ صوبہ بلوچستان واقعی اور بہت سارے problems کا شکار ہے، اس لیے ہم بھی کافی حد تک-------

جناب چیئرمین، کیا آپ ان کو بجلی supply کر رہے ہیں؟

راجہ پرویز اشرف، جی، بجلی supply کر رہے ہیں-12 گھنٹے بجلی بند رہنے کا جو مسئلہ ہے، اس سلسلے میں عرض ہے کہ ہم آب پاشی کے لیے دس گھنٹے uninterrupted supply یقینی بناتے ہیں۔ پنجاب میں بھی یہی حال ہے۔ یہ ہماری priority ہے، اس کے بعد ہماری industry ہے لیکن میں آپ کو یہ خوش خبری دینا چاہتا ہوں کہ ہمارے پاس اس وقت سارے انتظامات مکمل ہو گئے ہیں اور دسمبر کے بعد پاکستان میں load shedding کم ہو گی اور انشاء اللہ ہم نے 2030 تک planning کر لی ہے، کبھی پھر energy کا خاص طور پر بجلی کا بحران نہیں آئے گا۔ شکریہ جی۔

جناب چیئرمین، ایک point نثار میمن صاحب کا ہے۔ میرے خیال سے مغرب کا وقت بھی گزر رہا ہے، جی نثار میمن صاحب۔

سینیٹر نثار احمد میمن، بہت شکریہ جناب چیئرمین۔ ابھی discuss ہو رہا تھا between Senator Tariq Azeem and the Leader of the House. میں صرف ایک وضاحت present کرنا چاہتا تھا House کو، یہ جو IMF conditionalities کا document ہے، یہ ہر member of the Senate Finance Committee کو موصول ہوا۔ یہ سینیٹ سیکرٹریٹ

سے آیا ہے' اس کا title ہے "IMF conditionalities" اور تاریخ ہے 16th December اور ملک ارشد' سیکشن آفیسر نے بھیجا ہے۔ اس میں 20 نومبر کا signed document شوکت ترین صاحب اور شمشاد اختر کا ہے' جس کا ذکر کر رہے تھے .Leader of the House اس کی تیسری line اگر وہ خود پڑھ لیں تو وضاحت ہو جاتی ہے' the attached Memorandum of Economic and Financial Policy اور اسی attached memorandum میں یہ سب کچھ جو پڑھ کر سنایا گیا' اس سے کہیں زیادہ detail میں economy کی positive narration ہے۔ میرے خیال میں denial mode میں جانے کی ضرورت نہیں ہے' جو achievement تھی' وہ ہے اور حکومت نے خود مانی ہے اور اس document کو اگر آپ چاہیں تو سینیٹ کے record سے منگوا لیں کیونکہ یہ تو Finance Ministry نے بھیجا ہے۔ بہت بہت شکریہ۔

Leave of Absence

Mr. Chairman: I will read just one leave application.

سید جاوید علی شاہ ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 23 جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے' اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : باقی absence کی information ہے۔ جناب حمید اللہ جان آفریدی صاحب' میر ہمایوں عزیز کرد صاحب' جناب فاروق حامد نائیک' جناب جسٹس (ریٹائرڈ) عبدالرزاق تھہیم صاحب اور خواجہ محمد خان ہوتی صاحب کی جانب سے۔

We will adjourn now for *Maghrib* prayers and reconvene at 6:15 pm, *Insha-Allah*.

(سبحان ربک رب العزت عما یصفون۔ وسلام علی المرسلین۔ والحمد للہ رب العالمین)۔

(The House was then adjourned for the Maghrib prayers)

[The House was reassembled after Maghrib prayers at 6:20 p.m. with Mr. Deputy Chairman (Mir Jan Muhammad Khan Jamali) in the Chair.]

Mr. Deputy Chairman: Item No.2, Dr. Khalid Ranjha sahib.

(Pause)

Mr. Deputy Chairman: Senator Dr. Khalid Ranjha may move item No.2.

Motion on Condonation of Delay and Presentation of Reports.

Senator Dr. Khalid Ranjha: I, Chairman, Standing Committee on Law, Justice and Human Rights and Parliamentary Affairs seek to move that under sub-Rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the delay in presentation of report of the Committee on the following Bills, be condoned till today:-

(i) The Constitution (Nineteenth Amendment) Bill, 2005.

(Introduced by Senators Mian Raza Rabbani, Mr. Farooq Hamid Naek, Dr. Safdar Ali Abbasi, Mr. Muhammad Enver Baig, Mrs. Rukhsana Zuberi, Sardar Muhammad Latif Khan Khosa and Ex-Senators Mr. Farhat Ullah Babar, Dr. Abdullah Riar, Mr. Abdul Latif Ansari, Syed Sajjad Hussain Bokhari and Dr. Muhammad Akbar Khawaja.)

(ii) The Constitution (Eighteenth Amendment) Bill, 2007.

(Introduced by Senator Mian Raza Rabbani.)

Mr. Deputy Chairman: It has been moved that under sub-Rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the delay in presentation of report of the Committee on the following Bills, be condoned till today:-

(i) The Constitution (Nineteenth Amendment) Bill, 2005.

(ii) The Constitution (Eighteenth Amendment) Bill, 2007.

(The motion was carried.)

Mr. Deputy Chairman: Senator Khalid Ranjha may move item No.3.

Senator Dr. Khalid Ranjha: As Chairman, Standing Committee on Law, Justice and Human Rights and Parliamentary Affairs, I seek to present report of the Committee on the following Bills:-

(i) The Constitution (Nineteenth Amendment) Bill, 2005.

(Introduced by Senators Mian Raza Rabbani, Mr. Farooq Hamid Naek, Dr. Safdar Ali Abbasi, Mr. Muhammad Enver Baig, Mrs. Rukhsana Zuberi, Sardar Muhammad Latif Khan Khosa and Ex-Senators Mr. Farhat Ullah Babar, Dr. Abdullah Riar, Mr. Abdul Latif Ansari, Syed Sajjad Hussain Bokhari and Dr. Muhammad Akbar Khawaja.)

(ii) The Constitution (Eighteenth Amendment) Bill, 2007.

(Introduced by Senator Mian Raza Rabbani.)

Mr. Deputy Chairman: The report stands presented. Senator

Khalid Ranjha may move item No.4.

Senator Dr. Khalid Ranjha: As Chairman, Standing Committee on Law, Justice and Human Rights and Parliamentary Affairs, I seek to move that under sub-Rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the delay in presentation of report of the Committee on the following Bills, be condoned till today:-

(i) The Pakistan Commissions of Inquiry (Amendment) Bill, 2007.

(Introduced by Senator Mian Raza Rabbani.)

(ii) The Declaration of Assets and Liabilities Bill, 2007.

(Introduced by Senator Mian Raza Rabbani.)

Mr. Deputy Chairman: It has been moved that under sub-Rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the delay in presentation of report of the Committee on the following Bills, be condoned till today:-

(i) The Pakistan Commissions of Inquiry (Amendment) Bill, 2007.

(ii) The Declaration of Assets and Liabilities Bill, 2007.

(The motion was carried.)

Mr. Deputy Chairman: Senator Khalid Ranjha may move item No.5.

Senator Dr. Khalid Ranjha: As Chairman, Standing Committee on Law, Justice and Human Rights and Parliamentary Affairs, I seek to present report of the Committee on the following Bills:-

(i) The Pakistan Commissions of Inquiry (Amendment) Bill, 2007.

(Introduced by Senator Mian Raza Rabbani.)

(ii) The Declaration of Assets and Liabilities Bill, 2007.

(Introduced by Senator Mian Raza Rabbani.)

Mr. Deputy Chairman: The report stands presented. Senator Khalid Ranjha may move item No.6.

Senator Dr. Khalid Ranjha: I as Chairman, Standing Committee on Law, Justice and Human Rights and Parliamentary Affairs, seek to move that under sub-Rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the delay in presentation of report of the Committee on the Bill further to amend the Code of Civil Procedure, 1908 [The Code of Civil Procedure (Amendment-I) Bill, 2008, be condoned till today.

Mr. Deputy Chairman: It has been moved that under sub-Rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the delay in presentation of report of the Committee on the Bill further to amend the Code of Civil Procedure, 1908 [The Code of Civil Procedure (Amendment-I) Bill, 2008, be condoned till today.

(The motion was carried.)

Mr. Deputy Chairman: Senator Khalid Ranjha may move item No.7.

Senator Dr. Khalid Ranjha: I, as Chairman, Standing Committee on Law, Justice and Human Rights and Parliamentary Affairs,

seek to present a report of the Committee on the Bill further to amend the Code of Civil Procedure, 1908 [The Code of Civil Procedure (Amendment-I) Bill, 2008.

Mr. Deputy Chairman: Report stands presented. Senator Khalid Ranjha may move item No.8.

Senator Dr. Khalid Ranjha: As Chairman, Standing Committee on Law, Justice and Human Rights and Parliamentary Affairs, I seek to move that under sub-Rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the delay in presentation of report of the Committee on the Bill further to amend the Code of Civil Procedure, 1908 [The Code of Civil Procedure (Amendment-II) Bill, 2008], be condoned till today.

Mr. Deputy Chairman: It has been moved that under sub-Rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the delay in presentation of report of the Committee on the Bill further to amend the Code of Civil Procedure, 1908 [The Code of Civil Procedure (Amendment-II) Bill, 2008], be condoned till today.

(The motion was carried.)

Mr. Deputy Chairman: Senator Khalid Ranjha may move item No.9.

Senator Dr. Khalid Ranjha: As Chairman, Standing Committee on Law, Justice and Human Rights and Parliamentary Affairs, I seek to present report of the Committee on the Bill further to amend the

Code of Civil Procedure, 1908 [The Code of Civil Procedure (Amendment-II) Bill, 2008].

Mr. Deputy Chairman: Report stands presented. We may now take up item No. 10. Chaudhry Muhammad Anwar Bhinder may move the motion. Yes on his behalf Senator Kamil Ali Agha.

Bill Referred to Mediation Committee.

Senator Kamil Ali Agha: I beg to move that the Bill further to amend the Pakistan Penal Code, 1860 and the Code of Criminal Procedure, 1898 [The Criminal Law (Amendment) Bill, 2008], as passed by the Senate and not passed by the National Assembly within ninety days of its receipt, be referred to the Mediation Committee for consideration and resolution.

Mr. Deputy Chairman: Now, I put the Motion before the House.

(The motion was carried.)

Mr. Deputy Chairman: The Bill stands referred to the Mediation Committee.

Senator Kamran Murtaza: Sir, on point of order.

Mr. Deputy Chairman: Yes, please.

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب چیئرمین' اس کمیٹی کے بہت سے لوگ ریٹائر بھی ہو رہے ہیں اس لیے اس میں تھوڑی سی احتیاط کرنی چاہیے' میرے خیال میں ڈاکٹر خالد رانجھا صاحب ریٹائر ہو رہے ہیں اللہ کرے وہ واپس آئیں۔ اللہ کرے وہ دو دفعہ' تین دفعہ واپس آئیں۔ مگر یہ ریٹائر ہو رہے ہیں۔ سعدیہ میری بہن ریٹائر ہو رہی ہیں' اعظم صاحب ہیں اور لوگ بھی ہیں

اس میں یہ problem بھی ہو جائے گا۔ اس میں یہ correction required ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، رضا صاحب سے میں input لے لوں۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, he has a relevant point.

اس میں خالد رانجھا صاحب' رخسانہ زبیری' سعدیہ' چٹھہ صاحب اور خود mover بھی' چار تو straight away ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، یا تو اس وقت کا ہاؤس دوبارہ ان کی جگہ نام دے دیں if you want to keep the legislative business in motion.

سینیٹر میاں رضا ربانی، وہ تو کرنا پڑے گا۔ It will now go to the National Assembly. So, it will not be that easy.

سینیٹر کامران مرتضیٰ، ہم تو چاہتے ہیں کہ یہ لوگ واپس آئیں لیکن اگر نہ آئے تو۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، نہیں' آپ کا پوائنٹ تو valid ہے لیکن Leader of the House and Leader of the Opposition جو رائے دیں اور وسیم سجاد صاحب کا بھی experience ہے۔

سینیٹر وسیم سجاد، اس طرح کر لیتے ہیں کہ

both the Houses of Majlis Shura (Parliament) shall within 15 days from the date of referral of the Bill by the House in which it originated for consideration and resolution by the Mediation Committee.

تو پندرہ دن کے اندر ہونا ہے؟ ابھی پندرہ دن ہیں۔ اس کے بعد اگر نہ ہو تو دوبارہ reconsider کرلیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، نعیم چٹھہ صاحب آپ نے سن لیا۔ پندرہ دن کی گنجائش ہے۔

سینیٹر وسیم سجاد، اس طرح کر لیتے ہیں کہ یہ موشن پاس کر دیں

with powers to the Chairman to nominate instead of the members who are

retiring or held retired.

جناب ڈپٹی چیئرمین، میرا خیال ہے وہ اس وقت کے ہاؤس میں، جو Leader of the House and Leader of the Opposition ہو گا ان ہی کو دے دیں۔

سینیٹر کامل علی آغا، اس کی limitation 15 days ہے۔ move کروں جی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی پلیز۔

Nomination for Mediation Committee.

Senator Kamil Ali Agha: Sir, I on behalf of Ch. Muhammad Anwar Bhinder, beg to move that under sub-Rule (2) of Rule 3 of the Rules for Conduct of Business of the Mediation Committee, the following members may be nominated for consideration and resolution on the Bill further to amend the Pakistan Penal Code, 1860 and the Code of Criminal Procedure, 1898 [The Criminal Law (Amendment) Bill, 2008], as passed by the Senate and not passed by the National Assembly:-

1	.Dr. Khalid Ranjha	Chairman
2	.Mrs. Rukhsana Zuberi	Member
3	.Prof. Muhammad Ibrahim Khan	Member
4.	Ms. Saadia Abbasi	Member
5.	Mr. Muhammad Azam Khan Swati	Member
6.	Mr. Naeem Hussain Chattha	Member
7.	Dr. Safdar Ali Abbasi.	Member
8.	Ch. Muhammad Anwar Bhinder (mover)	Member.

Mr. Deputy Chairman: I now put the motion before the House.

(The motion as amended was carried)

Mr. Deputy Chairman: We may now take up item No. 12.

Senator Kamil Ali Agha: I put the motion on behalf of Ch. Muhammad Anwar Bhinder. I beg to move that the Bill further to amend the code of Civil Procedure, 1908 [The Code of Civil procedure (Second Amendment) Bill, 2008], as passed by the Senate and not passed by the National Assembly within ninety days of its receipt, be referred to the Mediation Committee for consideration and resolution.

Mr. Deputy Chairman: I now put the motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Deputy Chairman: The Bill stands referred to the Mediation Committee. We may now take up item No 13.

Senator Kamil Ali Agha: I, on behalf of Ch. Muhammad Anwar Bhinder, beg to move that under sub-Rule (2) of Rule 3 of the Rules and Conduct of Business of the Mediation Committee, the following members may be nominated for consideration and resolution on the Bill further to amend the Code of Civil Procedure, 1908 [The Code of Civil Procedure (Second Amendment) Bill, 2008], as passed by the Senate and not passed by the National Assembly:-

1.	Dr. Khalid Ranjha	Chairman
2.	Mrs. Rukhsana Zuberi	Member
3.	Prof. Muhammad Ibrahim Khan	Member
4.	Ms. Saadia Abbasi	Member
5.	Mr. Muhammad Azam Khan Swati	Member

6. Mr. Naeem Hussain Chattha — Member

7. Dr. Safdar Ali Abbasi. — Member

8. Ch. Muhammad Anwar Bhinder (mover) — Member.

Mr. Deputy Chairman: I now put the motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Deputy Chairman: We may now take up item No. 14. Mr. Saleem Saifullah Khan may move the motion please. Yes. Raza Rabbani sahib.

Senator Mian Raza Rabbani: I have a request through you to the honorable Senator and Senator Wasim Sajjad at item No. 18, the Law Minister is not present today. Since it pertains to the Constitutional amendment Bill, I would request that if we could take it up on the next Private Members' Day when the Law Minister would be here. I have tried throughout the day to get in touch with him and to get his input on it but I was unable to do that. So, this is my request but if they insist then......

Senator Salim Saifullah Khan: Mr. Chairman, I think that there was enough notice given to the Government and the Law Minister. So, I really do not see any reason why it should be postponed. We are going to just waste more time and let me request you once again that I may be allowed to move this amendment Bill.

جناب ڈپٹی چیئرمین: رضا صاحب پھر کل کر لیں گے۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, the point is that we are talking about sufficient notice. I just made a request. If the request is not

acceeded to fair enough, I have no problem but we are talking about wasting time. He wasted seven years sitting in Government and there seemed to be no urgency at that time but fair enough, if we want to push ahead with this for points scoring, let us go ahead.

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی کامران مرتضیٰ صاحب۔

سینیٹر کامران مرتضی : اسی subject پر ہمارے Bill بھی pending ہیں اور 2006 سے pending ہیں' 2005 سے pending ہیں۔ ٹھیک ہے جناب تو سیکرٹریٹ کو کہیے کہ اس کو type کر لے اور خود لے آئیں۔ اب میں ایک طرح کی amendment مانگ رہا ہوں اور وہ کسی اور طرح کی amendment مانگ رہے ہیں تو اس طرح سے problem ہو جائے گا۔ ان سب کو پہلے pack کر لیں پھر اس کو لے آئیں۔ انہی میں بعض آرٹیکل ایسی ہیں جس میں ہم نے بھی amendment seek کی ہوئی ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی سلیم سیف اللہ صاحب۔

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان : یہ بار بار point scoring کا ذکر ہوتا ہے' ہمیں کوئی point score کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ الحمد للہ جو مقام ملک میں کسی جماعت کا ہے وہ سب کے علم میں ہے۔ اس لیے یہ کہنا کہ point scoring سات سال نہیں کیا' دس سال نہیں کیا۔ اب ایک اچھا کام ہم کر رہے ہیں اور آپ کی خود وہ amendments تقریباً ہیں جو میں move کر رہا ہوں تو پھر آپ کیوں اس میں رکاوٹ ڈال رہے ہیں کہ لاہنسٹر کا ہونا ضروری ہے۔ آپ تشریف فرما ہیں' Leader of the House ہیں۔ اس نے آگے کمیٹی میں جانا ہے جہاں اس پر بحث ہونا ہے۔ اس لیے اس کو delay کرنا میرے خیال میں مناسب نہیں ہے سو I may be allowed to move this.

جناب ڈپٹی چیئرمین، چلیں پھر move کر لیں .please

Introduction of Bills

Constitution (Amendment) Bill 2009.

Senator Salim Saifullah Khan: I move for leave to introduce a Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Amendment) Bill, 2009]. (Amendment of Articles: 1, 10, 31, 41, 44, 49, 50, 51, 58, 63, 73, 89,91, 101, 104, 105, 106, 112, 130, 153, 160, 161, 177, 183, 213, 219, 246, 268 and Fourth Schedule, omission of Article-68, addition of new Article 209A and substitution of Article 46, 48, 90 and 129).

Mr. Deputy Chairman: Is it opposed? Not opposed, Thank you, and I put the motion before the House.

(The motion was adopted)

Mr. Deputy Chairman: Mr. Salim Saifullah Khan may move Item No.15.

Senator Salim Saifullah Khan: Mr. Chairman! I beg to introduce the Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Amendment) Bill, 2009]. Thank you, Sir.

Mr. Deputy Chairman: The Bill is introduced and stands referred to the Standing Committee concerned. In this, including all those bills previously put for constitutional amendments. یہ تو پہلے ہو چکا ہے ۔ کامران مرتضٰی صاحب پھر دوبارہ کر دیں۔ آج جلدی ہو جائے، ہم بلوچستان اور سرحد والے تو انتظار میں ہیں کہ کب amendments آ رہی ہیں۔ جی پروفیسر ابراہیم صاحب۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب چیئرمین! میری گزارش یہ ہے کہ حکومت ذرا یہ بتائے کہ Constitutional Amendment package کب آئے گا؟ یہ جو رپورٹ ہمیں دی گئی ہے، پندرہ جون کو کمیٹی کا اجلاس ہوا ہے اور اس کے 7th para میں،

"The Committee after detailed deliberations absolved that the amendments proposed in these two bills pertain to the Constitution of Pakistan and the government was working on introducing constitutional package and directed the Ministry of Law and Justice that these proposals may be considered at the time the package of the constitutional amendments is proposed by the government. "

جناب چیئرمین! یہ پندرہ جون کو حکومت کے حوالے کیا گیا ہے اور اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ اس سے پہلے حکومت package تیار کرنے میں لگی ہوئی ہے۔ پندرہ جون سے آج 26 جنوری، 2009ء ہو گیا ہے۔ سات مہینوں سے زیادہ کا عرصہ گزر گیا ہے اور ہم پی سی او کے تحت ملک کا نظام اور ملک کا کاروبار چلا رہے ہیں، پی سی او زدہ Constitution کے تحت۔ حکومت ذرا یہ بتائے کہ ان کا Constitutional package کس مرحلے میں ہے اور وہ کتنے عرصے میں اس ہاؤس کے سامنے آئے گا؟ کیا آئے گا بھی یا نہیں؟ کیا ہم اسی طریقے سے اس غلط Constitution کے تحت چلتے رہیں گے؟

جناب ڈپٹی چیئرمین، رضا صاحب۔ Complete کر کے پھر میرا خیال ہے

Raza Sahib is going to take the House into confidence.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، ایک گزارش میں بھی کرلوں، اس کو بھی لے لیں۔ میرے علم کی حد تک جب تک پارلیمنٹ کسی Constitutional deviation کو indemnify نہ کرے وہ legal نہیں ہوگی۔ اب Constitution کے تحت حکومت قائم ہوئے ایک سال ہونے کو آ رہا ہے لیکن پارلیمنٹ نے ابھی تک اس Constitutional deviation کے بارے میں کوئی رویہ اختیار نہیں کیا ہے جو ایک قسم کی virtual reduction کے مترادف ہے۔ اس لیے کہ روایت یہ ہے کہ ایسے معاملات میں پارلیمنٹ جب کام کرتی ہے تو پہلا کام یہ کرتی ہے کہ جو ماضی میں غلطیاں ہوئی ہیں یا ان کو indemnify کر دیں یا ان کو remove کر دیں۔

یہ بڑا نازک مسئلہ ہے اور میں چاہوں گا کہ میرے بھائی میاں رضا ربانی صاحب اور

دوسرے دوست جو expert یہاں پر موجود ہیں' وسیم سجاد ہیں' ایس ایم ظفر صاحب ہیں یعنی آپ لوگ اس کو دیکھیں - یہ major Constitutional lapses ہیں اور Credibility and legality ان بہت ساری چیزوں کی جو تین نومبر کے بعد سے ہوئی ہیں' وہ سب at stake ہیں۔ یہ بڑا serious مسئلہ ہے اس کو ایسے casually نہ لیں۔

Mr. Deputy Chairman: Thank you. Raza Sahib is taking down notes.

اسی سلسلے میں' وہ جواب دیں گے - We may now take up Item No.16, Mr. Kamran Murtaza may move the motion.

Limitation Act 1908 (Amendment) Bill.

Senator Kamran Murtaza: Sir, I be allowed to introduce the Bill further to amend the Limitation Act, 1908.

Senator Mian Raza Rabbani: Not opposed.

Mr. Deputy Chairman: I now put the motion before the House.

(The motion was adopted)

Mr. Deputy Chairman: Mr. Kamran Murtaza may move Item No.17 please.

Senator Kamran Murtaza: Sir, I introduce the Bill further to amend the Limitation Act, 1908.

Mr. Deputy Chairman: The Bill as introduced stands referred to the Standing Committee concerned.

Senator Kamran Murtaza: Thank you.

Mr. Deputy Chairman: We may now take up Item No. 18, Mr. Wasim Sajjad may move the motion please.

Constitution (Amendment) Bill 2009 on Discretionary Powers of President.

Senator Wasim Sajjad: Sir, this is also a Constitutional Amendment Bill and my Bill deals with the very small and sepcific area, that is amending the articles of the Constitution which confer discretionary powers on the President. The proposal is that in order to have a proper parliamentary system of the government, these powers should be exercised by the Prime Minister and the Cabinet. So, it only deals with specific Articles 58, 101, 112 and 243. In fact, this has also not mentioned two other appointments to be made by the President that is the Chief Election Commissioner and the Chairman Public Service Commission because I thought that this is a matter for debate and there may be suggestions that let us say the appointment of the Chief Election Commissioner may be made in a consultative process in which the Leader of the Opposition and the Leader of the House and other people are also involved.

My suggestion to the honourable Leader of the House would be that in view of the fact that various people are making proposals and no proposal can succeed unless it has two thrid majority and since the People's Party is the majority party in the National Assembly and also because the President and the Prime Minister have said that any consensus Bill, if moved, we would also support it. My suggestion would be that perhaps a Parliamentary Committee, perhaps even a joint

parliamentary committee of the two houses be formed, so that this matter can be discussed threadbare and if there is any suggestion or propopsal on which there is consensus which means that it can have the support of two third of the each House of the Parliament that can be brought forward.

Proposals are good for discussion etc. but only that will succeed, only that will move forward which gets the support of the majority of the two third in each House. So, that would be my proposal, before I move that I just want to make this suggestion to the Leader of the House.

"Sir, I beg to move for leave to introduce a Bill to further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Amendment)Bill, 2009].

Mr. Deputy Chairman: Is it opposed? Not opposed. I now put the motion before the House.

(The motion was adopted).

سینیٹر وسیم سجاد: یہ 19 میں نے move کرنا ہے۔

Mr. Deputy Chairman: You may move item No.19.

Senator Wasim Sajjad: Sir, with your permission, I beg to introduce the Bill, the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Amendment) Bill, 2009].

Mr. Deputy Chairman: The Bill as introduced stands referred to the Standing Committee.

We may now take up Item No.20, Mr. Kamran Murtaza may move the motion.

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جناب اس کو defer کر دیں۔
جناب ڈپٹی چیئرمین، کس کو defer کریں؟
سینیٹر کامران مرتضیٰ، بیس اور اکیس کو۔
جناب ڈپٹی چیئرمین، کیوں defer کریں؟ move تو کر دیں۔

Do you want to defer it?

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جی ہاں اسے defer کر دیں۔
جناب ڈپٹی چیئرمین، ٹھیک ہے اگر mover request کر رہے ہیں تو ان کی request پر اس کو defer کر دیتے ہیں۔

Mr. Deputy Chairman: Now we move to item No. 22, Mr. Tariq Azim Khan may move the Motion.

(مداخلت)

Members of Parliament (Salaries and Allowances) (Amendment) Bill, 2009

Senator Tariq Azeem Khan: Mr. Chairman! I beg to move for leave to introduce a Bill further to amend the Members of Parliament (Salaries and Allowances) Act, 1974 to be called [The Members of Parliament (Salaries and Allowances) (Amendment) Bill, 2009].

Mr. Deputy Chairman: Now I put the Motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Deputy Chairman: Item No. 23. Mr. Tariq Azeem Khan.

Senator Tariq Azeem Khan: Mr. Chairman! I beg to introduce

the Bill further to amend the Members of Parliament (Salaries and Allowances) Act, 1974 [The Members of Parliament (Salaries and Allowances) Amendment Bill, 2009].

Mr. Deputy Chairman: The Bill as introduced stands referred to the concerned Standing Committee.

جناب کامران مرتضیٰ صاحب کیا آپ item No. 24 move کریں گے؟

The Payment of Wages (Amendment) Bill 2006.

Senator Kamran Murtaza: Sir, I beg to move for leave to introduce a Bill further to amend the Payment of Wages Act, 1936 [The Payment of Wages (Amendment) Bill, 2006]. (Amendment of Section 17).

Mr. Deputy Chairman: Now I put the Motion before the House.

(The motion was carried).

Mr. Deputy Chairman: Item No. 25, Mr. Kamran Murtaza.

Senator Kamran Murtaza: Sir, I beg to introduce the Bill further to amend the Payment of Wages Act, 1936 [The Payment of Wages (Amendment) Bill, 2006].

اب یہ 2006 نہیں رہے گا بلکہ 2009 ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی جی۔

Mr. Deputy Chairman: The Bill as introduced stands referred to the concerned Standing Committee. Yes Bilour Sahib.

Senator Ilyas Ahmad Bilour: Thank You very much, Motion under Rule 236, I beg to move.......

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ نے انور بھنڈر صاحب کا Private Members Bill take up نہیں کرنا۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب والا! یہ بہت important Motion ہے۔ ہمارے ساتھ پہلے دن یہ commitment ہوئی تھی۔ یہ بہت ضروری ہے۔

I beg to move under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct Business in the Senate 1988, the requirement of the Rule 26, 27, 76 and 120 of the said Rule to be dispensed with in order to enable this House to discuss the following Motion under Rule 194, the House may discuss the law and order situation in Swat.

جناب ڈپٹی چیئرمین: ایک پرانا Adjournment Motion بھی اسی سلسلے میں ہے، میں ذرا اس کو پڑھ لوں، if you remember کیا آپ اسی کو move کرنے لگے ہیں؟

Item No. 44, regarding further disussion on the admitted adjournment motion regarding law and order situation in Bajaur Agency, Swat and other places.

ابھی تک کچھ speakers رہتے ہیں۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب والا! یہ بہت important issue ہے thats why میں اسے move کر رہا ہوں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: یہ بات House Business Advisory Committee میں طے ہوئی تھی، اس لئے اس کو ابھی take up کرلیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو جو سوالات پروفیسر ابراہیم صاحب اور پروفیسر خورشید صاحب نے اٹھائے تھے ان پر میں دو منٹ کے لئے بات کرنا چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی .please

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب والا! آپ کو اس بات کا علم ہے کہ سب سے پہلے

coalition government نے ایک constitutional package تیار کیا تھا اور Minister for Law نے وہ constitutional package تمام سیاسی جماعتوں کو ارسال کیا تھا تاکہ ان کی آراء حاصل کی جا سکیں۔ کیونکہ بالخصوص پاکستان پیپلز پارٹی اور ہماری دیگر اتحادی جماعتیں اس بات پر قطعی طور پر متفق ہیں کہ سترہویں ترمیم کا خاتمہ ہونا چاہیے، لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ان تمام سیاسی جماعتوں کا ایک consensus document ہونا چاہیے جو اس وقت پارلیمان کے اندر موجود ہیں۔ لہذا ہم نے یہ constitutional package move کیا تھا اور ہم اس بات کا انتظار کر رہے تھے کہ دیگر سیاسی جماعتیں اس bill پر اپنی آراء دیں گی۔

اس کے بعد PML (N) نے اپنا ایک مسودہ تیار کر کے پاکستان پیپلز پارٹی کو دیا اور اس کے ساتھ ساتھ MQM نے بھی اپنا package National Assembly میں جمع کروایا۔ آج PML (Q) کی طرف سے یہ دو constitutional bills move کئے گئے ہیں۔ لہذا ہماری کوشش اب یہی ہے کہ ایک consensus bill مرتب کیا جائے۔ اس consensus bill کے اندر جہاں پر سترہویں ترمیم کا تعلق ہے اس کو بھی اس میں شامل کیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ صوبائی خودمختاری کا جو مسئلہ ہے اس کو بھی اس میں رکھا جائے کیونکہ آئینی ترامیم روز روز نہیں کی جا سکتیں۔ اس وقت ایک ایسا سنہری موقع موجود ہے کہ صوبائی خودمختاری اور جو دیگر dictatorial اقدامات، سترہویں ترمیم کے ذریعے سے disbalance create کرنے کی کوشش کی گئی ہے ان کو ختم کیا جا سکے۔ Provincial autonomy کا مسئلہ اس لئے بھی زیادہ اہمیت اختیار کرتا ہے کہ اس وقت یہ وفاق کا سب سے بڑا مسئلہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جب تک یہ مسئلہ حل نہیں ہو گا اس وقت تک ایک مضبوط وفاق پاکستان ممکن نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اگر ہم نے پارلیمان کے اندر ایک consensus develop کرنا ہے اور بالخصوص سینیٹ کے اندر ایک consensus develop کرنا ہے اور دو تہائی اکثریت حاصل کرنی ہے تو ہمیں coalition partners اور دیگر nationalist parties............

Mr. Deputy Chairman: Please order in the House, Provincial autonomy

پر بات ہو رہی ہے ہم سب' especially چھوٹے صوبوں والے we are very particular about it.

سینیٹر میاں رضا ربانی، جو دیگر parties Senate کے اندر موجود ہیں ان کو بھی اگر on board کرنا ہے تو اس سوال کو لے کر آگے چلنا ہے اور جلد ہی وزیراعظم اس کے لائحہ عمل کو پارلیمان کے سامنے رکھیں گے۔ ہماری کوشش ہو گی کہ جلد از جلد جیسے ہی ایک national consensus bill develop ہو جائے تو we will be the first people to support it, not only support it but ہم اس بات کا initiative بھی لیں گے کہ ہم اس bill کو آگے لے کے چلیں' جہاں تک PCO کا تعلق ہے' ہم نے اپوزیشن کے اندر PCO کو تسلیم نہیں کیا' ہم آج بھی PCO کو تسلیم نہیں کرتے۔ جہاں تک validation کا تعلق ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ انتخابات کے نتائج نے validation کا مسئلہ آپ کے سامنے لا کر رکھ دیا ہے اور ویسے بھی پارلیمان جو فیصلہ کرے گی' اگر پارلیمان validation نہیں دے گی تو there will be no validation. Thank you Sir.

جناب ڈپٹی چیئرمین: بہت شکریہ جناب۔ جی پروفیسر خورشید صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں میاں رضا ربانی صاحب کے اس response کو بہت welcome کرتا ہوں اور وسیم سجاد صاحب کی تجویز کو مزید آگے بڑھاؤں گا کہ آپ وزیراعظم سے بات کریں اور اس بات کی کوشش کریں کہ ایک ایسی all parties committee بن جائے کہ جس کے ذریعے ہم consensus پر آ سکیں لیکن میں record کی درستگی کے لئے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پیپلز پارٹی نے جو initial draft تیار کیا تھا' PML (N) کو تو غالباً انہوں نے officially دیا ہے' لیکن میری جماعت کو officially نہیں ملا۔ میں نے جناب فاروق نائیک صاحب سے کہا بھی تھا کہ آپ مجھے دیں اس لئے کہ اگر ہم قومی اسمبلی میں موجود نہ بھی ہوں مگر ہم سینیٹ میں موجود ہیں' دستوری ترامیم کی منظوری کے لئے آپ کو ہمارے تعاون کی ضرورت ہے۔ چونکہ یہ اخبارات میں بھی آ گیا تھا' میں نے اس کا بغور مطالعہ کیا ہے' اس کے تجزیے کے بارے میں ترجمان القرآن میں ایک دو نہیں چھبیس صفحوں کا میرا مضمون چھپا ہے' ایسا نہیں کہ

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ بسم اللہ کریں۔اگر آپ اجازت دیں تو ڈاکٹر کوثر فردوس صاحبہ کو موقع دے دیں۔ میں سارے ہاؤس کو تھوڑا سا brief بتا دوں۔ دسمبر 71۔ Prime Minister take oath پھر آپ کے پاس constitution تھا، وہ interim constitution آتا ہے۔ ۷۳ء میں with consensus. We are in that place again آپ کو بتا دوں کہ law & order situation ہے we have to again get together and by consensus آپ کو 66 members out of Senate need for business. Now in this matter also آپ کو ترمیم کے لیے ۶۶ ممبرز چاہییں۔میرا خیال ہے کہ Raza Sahib understands better than me. Agha Sahib, understands also.

Crucial حالات ہیں all around you. اس وقت West تھا۔ ابھی آپ کا West safe نہیں ہے۔ East تو اپنی جگہ ہے۔ West بھی safe نہیں ہے۔ یہ ابھی حالت ہے۔پارلیمنٹ serious ہو اور تھوڑا country بھی۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس: بہت شکریہ، میں صرف ذرا سی توجہ اس طرف دلانا چاہتی ہوں۔ ایک منٹ کی بات کروں گی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی please

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس: جناب! یہ bills جو introduce ہوتے رہتے ہیں اور ابھی بھی ہوئے ہیں اور and they are referred to the committee. میرے چھ سال مکمل ہونے کو ہیں لیکن جو bills میں نے جمع کرائے تھے، جو committee کو refer ہوئے تھے، جناب! ان کا کوئی مستقبل نہیں ہے۔میرا نہیں خیال کہ میرے بعد کوئی ان کو defend کرے گا اور اس پر بات کرے گا۔اگر وہ کمیٹیوں میں چلے جائیں اور ان پر کچھ نہیں ہونا تو پھر یہ کونسی قانون سازی ہے جو یہاں پر ہم کرتے ہیں یا کیا ان کا کوئی عرصہ ہے جس میں اس کو واپس آنا ہے یا کم از کم جو ممبرز جانے والے ہوتے ہیں، ان کے جو bills ہیں کم از کم ان پر بات ہو جائے۔صرف قرآن کی طباعت بل پر میں ہمیشہ بات کرتی ہوں۔ اس کے اندر کسی پارٹی کو کوئی مسئلہ نہیں تھا لیکن ابھی تک کتنی چھوٹی سی امنڈمنٹ تھی تو وہ نہیں آ سکی۔ڈاکٹر

عبداللہ ریاز ، یہاں پر سارے لوگوں کو یاد ہوگا ۔ PMDC میں جب پرائیویٹ کالجز کا مسئلہ شروع ہوا تو ہم نے اس پر اتنا کام کیا اس کے اوپر بلایا' وہ چلے گئے' بس میں بھی چلی جاؤں گی اس کا کیا فائدہ --- پھر تو آئیں جب آئیں گے لیکن جو بیٹھے ہوئے ہیں ---- Bills بس کمیٹیوں کو جاتے ہیں ۔ کمیٹیوں کے پاس رہتے ہیں ۔ان کے پاس وقت نہیں ہے ۔ ان کا کوئی مستقبل نہیں ہے ۔

Mr. Deputy Chairman: This is a genuine concern. Let us move on.

میں چیئرمین صاحب سے بھی discuss کروں گا ۔ this is a year of the Parliament 2009 انشاء اللہ ۔

سینیٹر الیاس احمد بلور ، Thank you very much Mr. Chairman میں سوات کے بارے میں آپ کی خدمت میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ہم نے اس دن غزہ کے بارے میں بڑی باتیں کیں---

Mr. Deputy Chairman: The House may discuss the Law & Order situation in Swat. You may start the discussion on this. You want to be the first person.

اگر مندوخیل صاحب کو موقع دے دیں۔

سینیٹر الیاس احمد بلور، جناب والا! I have moved it.

جناب ڈپٹی چیئرمین، چلیں ، آپ نے move کر دیا ہے ۔پھر آپ کر لیجئے۔ good enough, fine ہمارے سینیٹ میں ہے We have tolerance حاجی عدیل صاحب آپ نے دونوں ہاتھ اوپر کیے ہیں' مجھے ایسے لگ رہا ہے جیسے سوات میں آپ نے دونوں ہاتھ اوپر کر دیئے ہیں۔ ایسے نہ کریں۔ جی بسم اللہ ۔

سینیٹر الیاس احمد بلور ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ Thank you very much Mr. Chairman

جناب ڈپٹی چیئرمین: اپنے نام سیکرٹری کو دیتے جائیں who want to speak.

Discussion on Motion Under Rule 194 Law and Order

Situation in Swat.

سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب! سوات کی اس وقت جو حالت ہے وہ بد سے بدتر روز ہو رہی ہے۔ آج صبح آپ نے پڑھا ہوگا کہ انہوں نے جو demand کی ہے کہ ہم نے اتنے آدمیوں کو abduct کرنا ہے جس میں عبدالخان لالہ کا نام سب سے پہلے لکھا ہے، وہ شخص جو اپنا وطن اپنا علاقہ چھوڑ کر نکل جانے کے لیے تیار نہیں ہے جس کے دو پوتے مارے گئے، ایک بھتیجا مارا گیا، ایک ڈرائیور مارا گیا۔ جناب! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس ملک کو کس طرف سے جایا جا رہا ہے۔ خدا کے لیے اس دن بھی میں نے عرض کی تھی اور آج بھی یہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سوات کے حالات اتنے خراب ہو چکے ہیں کہ ہماری سول انتظامیہ کے کنٹرول میں بالکل نہیں ہیں۔ وہاں ۸۵ فیصد علاقہ طالبان کے کنٹرول میں ہے اور جو چاہیں وہ کرتے ہیں۔ وہ لوگوں کو lashes مارتے ہیں، وہ گولی سے مار کر لوگوں کو بازار میں لٹکا دیتے ہیں۔ خدا کے لیے آخر اس کا کیا انجام ہوگا۔ ان کی یہ خواہش ہے کہ ہم ان سے مذاکرات کریں۔ ان کی اسلامائزیشن ہم مان لیں۔ آج ہم سوات میں مانیں گے، کل مردان میں منوائیں گے، پھر پشاور آئیں گے۔ پھر اسلام آباد آئیں گے۔ ان کا کوئی end نہیں ہے۔ یہ ان چند قوتوں کی کوشش ہے۔ ان کے پیچھے مشرقی پاکستان کو توڑنے میں جن کا ہاتھ تھا یہ ان قوتوں کی کوشش ہے جو ان کے پیچھے لگی ہوئی ہیں۔ ان کو finance بھی کر رہے ہیں ان کو اسلحہ بھی پہنچا رہے ہیں ان کی مذمت بھی کر رہے ہیں۔ میں نے اس دن بھی کہا تھا کہ سوات ایک پلیٹ جیسی جگہ ہے۔ اس کے ساتھ کوئی foreign border نہیں لگتا۔ سارا پاکستان اس کے ساتھ لگتا ہے تو وہ قوتیں جنہوں نے اربوں ڈالر کمائے ہیں افغانستان کی war میں، وہ قوتیں جنہوں نے اسلام کے نام پر اربوں ڈالر کمائے، ہم اس وقت بھی کہتے تھے کہ یہ اسلام کی جنگ نہیں ہے یہ امریکہ اور روس کی جنگ ہے۔ وہ کہتے تھے کہ ہم اسلام کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ اربوں ڈالر کمائے ہیں۔ جرنیلوں نے بھی کمائے ہیں، انہوں نے بھی کمائے ہیں، وہ جو ساتھ تھے انہوں

نے بھی کمائے ہیں۔ آج اس دن کا نقصان ہم پر آ رہا ہے ۔ہم تو کہتے ہیں ہمارے پختون خواہ کو war zone declare کیا جائے ۔

جناب! اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں رات کو گھومنا تو چھوڑ دیں، پشاور میں دن کو گھومنا بھی مشکل ہو گیا ہے۔ آخر اس کا انجام کیا ہو گا؟ یہ کون کروا رہا ہے اور کون کر رہا ہے؟ وہی لوگ ان کے پیچھے ہیں، وہی لوگ ان کا ساتھ دے رہے ہیں اور یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔

میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک مرتبہ میں شہباز شریف صاحب کے پاس بیٹھا تھا۔ وہ چیف منسٹر تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ sir, under your nose what is happening in Muridke? اس وقت میں نے کہا تھا۔ انہوں نے کہا کہ الیاس صاحب دوسری بات کرو۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ آخر اس کا end کیا ہو گا؟ اس کا end یہی ہو گا کہ آج وہ سوات میں ہیں، کل وہ مردان میں آئیں گے۔ انہوں نے مردان کے لیے بھی اپنا کمانڈر announce کر دیا ہے ۔ اب پشاور کے لیے بھی announce کر رہے ہیں۔ جناب! اس طریقے سے تو کام نہیں چلے گا۔ یہ پنجاب کے بھائی اس کو serious نہیں لیتے۔ ہمارے باقی دوست serious نہیں لیتے۔ سندھ کے بھائی serious نہیں لیتے تو کوئی بھی نہیں بچے گا۔ اسلام آباد hit ہو گا ۔ اب اللہ کا واسطہ ہے، خدا کا خوف کھائیں ۔ اس پر کچھ seriously کام کیا جائے۔ میں یہ نہیں کہنا چاہتا کہ کچھ نہیں ہو رہا، کوشش کر رہے ہیں لیکن جب تک seriously کوشش نہ کی جائے، exactly serious کوشش نہ کی جائے، سوات کا مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ جناب! اس وقت وہ سوات میں demand کر رہے ہیں کہ ہم فلاں فلاں آدمیوں کو اٹھا کر abate کریں گے، ماریں گے۔جب نوبت یہاں تک آ جائے تو اس کا کیا مطلب ہے ۔ ہم واضح طور پر کہتے ہیں کہ ہماری صوبائی گورنمنٹ کی وہاں writ نہیں ہے ۔ ہماری صوبائی گورنمنٹ کی وہاں writ نہیں ہے۔ 85% writ رٹ نہیں ہے بلکہ 90% writ نہیں ہے۔ جب صوبائی گورنمنٹ کی writ نہیں ہوتی تو پھر Central Governmentسے ہی request کی جاتی ہے کہ خدا را! آپ ہماری مدد کے لیے آئیں اور اس علاقے کو بچائیں۔ اس علاقے کو، پاکستان کے سوئزرلینڈ کو تباہ کر دیا گیا ہے۔ کروڑوں روپے کی جائیدادیں تباہ کر دی گئی ہیں ۔ تین سو سکول بند کروا دیئے ہیں ۔ ایک سکول بنانے میں کتنا ٹائم لگتا ہے ۔ آپ تو چیف منسٹر رہے ہیں، کتنے عرصے بعد ایک کے بعد ایک سکول بنتا

ہے۔ تین سو سکول اڑا دیئے ہیں۔ بچوں اور بچیوں کو سکول جانے سے روک دیا گیا ہے۔اس بات کو لوگ مذاق میں لے جاتے ہیں۔ اس بات کو لوگ serious نہیں لیتے۔ آخر ہو گا کیا؟ اس کا انجام کیا ہو گا؟ ایک ہی انجام ہو گا۔ سب کو پتا ہے۔ ہم نے ایک دن مرنا ہے۔ موت کا ایک وقت مقرر ہے ۔ جو گولی مجھے لگنی ہے، جس گولی پر میرا نام الیاس بلور لکھا ہے، وہ گولی مجھے لگنی ہے۔ اس کو کوئی نہیں روک سکتا لیکن اللہ کے واسطے اس پر seriously سوچیں اور اس پر کام کیا جائے۔ میں اپنے Leader of the House اور باقی سینیٹر صاحبان کو بھی request کرتا ہوں کہ اس کے لیے کوئی positive concrete کوئی مدلل باتیں کریں اور خدا کے لیے اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کریں۔ یہ مسئلہ بہت خطرناک ہے اور خطرناک ترین حد تک پہنچ چکا ہے۔میں ان الفاظ کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں یہی عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ ہم نے کوشش کی ہے ۔ ہم نے ابھی اپنے تین MPAs کو ایک چکر لگانے بھیجا تھا۔ انہوں نے مینگورہ میں پریس کانفرنس بھی کی اور افضل خان سے ملے لیکن اس کے بعد آج یہ message آیا کہ یہ MPAs اور یہ لوگ ہمیں چاہئیں۔ یہ طالبان کے بڑوں نے چاہا ہے۔ یہ آج اخبار میں آیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو کھلی پریس کانفرنسیں کرتے ہیں، سب کچھ کرتے ہیں۔

(مداخلت)

سینیٹر الیاس احمد بلور: اب Central Government سے مراد یہ ہے کہ Central Government خود تو جا کر نہیں کرے گی، Central Government سے مراد یہ ہے کہ فوج take over کرے ۔بی بی آپ ذرا interrupt نہ کریں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین، انہوں نے ایک چیز accept کی ہے کہ 90% Provincial Government ineffective ہے اس وقت ۔

سینیٹر الیاس احمد بلور، میں نے کہا کہ 90% writ نہیں ہے۔ میں نے تو کہہ دیا ہے کہ 90% writ نہیں ہے تو اس کہنے کے بعد آپ کیا سمجھتی ہیں اور مجھے کیا کہنا چاہیے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: مہربانی کرکے آپ انہیں بولنے دیں۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: میں جرأت کا مظاہرہ کرنے کے لیے تیار ہوں۔ جرأت کا مظاہرہ ادھر سے بھی ہو۔ جرأت کا مظاہرہ کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ اپنے ideas دیں۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب! یہ غلط بات ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس بحث میں نہ پڑیں۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: جو باتیں جرأت کا مظاہرہ کرنے والے کرتے ہیں، جرات کا مظاہرہ کرنے والوں نے ہی تو یہ start کیا ہے۔ یہ فوج آج ہماری گورنمنٹ میں نہیں آئی ہے۔ فوج تو ان کی گورنمنٹ میں وہاں گئی تھی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میرا خیال ہے آپ کوئی comprehensive plan دے دیں۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

(مداخلت)

سینیٹر الیاس احمد بلور: مہربانی۔ میری تقریر کے بعد بھی بات کر سکتے ہیں۔ بڑی مہربانی لغاری صاحب۔ جناب! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ خدا را! اس مسئلے کو seriously لیا جائے اور پختونخواہ کو یا افغانیہ کو یا میرے صوبے کو war zone declare کیا جائے۔ اس کے مطابق facilities دی جائیں کیونکہ ہمارے ہاں تو بہت بری حالت ہے۔ نہ لوگ چل سکتے ہیں، نہ جا سکتے ہیں۔ گھر سے باہر بچے نکلتے ہیں تو ہمیں یقین نہیں ہوتا کہ وہ کس وقت واپس پہنچیں گے۔ پشاور شہر کی حالت اتنی خراب ہے کہ کوئی limit نہیں ہے۔ میں وزیرِصنعت کا مشکور ہوں کہ وہ پشاور آئے اور انہوں نے اپنی آنکھوں سے پشاور کے حالات دیکھے اور پھر انہوں نے صدر صاحب سے بھی یہ بات کہی کہ ہاں پشاور میں حالات بہت زیادہ خراب ہیں۔ میں ان الفاظ کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اپنے بھائیوں سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ خدا کے لیے اس پر seriously سوچیں۔ میں اگر نہیں بچوں گا تو آپ میں سے بھی کوئی نہیں بچ سکتا، اگر آپ اسے

نہ دیکھیں ۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ سینیٹر عبد الرحیم خان صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے اس اہم موضوع پر اپنی پارٹی، اپنے لوگوں کی طرف سے مجھے اپنی معروضات پیش کرنے کا موقع دیا۔ جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے اس پر بڑا افسوس کروں گا کہ پارلیمنٹ کے ہمارے ممبر اتنے اہم مسئلے کو، جو ہمارے ملک کو درپیش ہے، جس میں اور باتوں کے علاوہ ----

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: ذرا غور سے سنیں۔ الیاس بلور صاحب خواتین کے بیچ میں سے گھوم گئے ہیں تو attention ادھر divertہو گئی ہے اور وہ speech سے ہٹ گئے ہیں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب چیئرمین! جو صورت حال ہمارے ملک میں ہے، اور چیزوں کے علاوہ state writ ختم ہو گی اورختم ہو رہی ہے۔ جناب والا! تاریخ کی بدترین وحشت اور بربریت اس وقت ہمارے ملک پر مسلط ہے اور ہمارے ملک میں بالخصوص پختونخواہ وطن سےمتعلق ہے ۔ وہ وحشت جو ہم کتابوں میں پڑھتے تھے کہ اس نے فلاں لائبریری کو جلایا۔ بہت ظالم شخص تھا جس نے سکندریہ کی لائبریری جلائی یا فلاں جگہ خواتین کو حقوق نہیں دیئے جا رہے، سندھ میں یا فلاں یا فلاں جگہ لیکن یہاں خواتین کے سکولوں کو جلایا جا رہا ہے ۔ بچیوں کو تعلیم سے منع کیا جا رہا ہے لیکن پارلیمنٹ کے ممبران بیٹھے ہوئے ہیں ۔ انہیں یہ احساس تک نہیں ہے کہ ہم کتنی مشکل صورت حال میں ہیں اور ان بچیوں، ان کی تعلیم اور ان کے حقوق کی حفاظت کس کے ذمے ہے۔ ان کے حقوق کی حفاظت کی ذمہ داری اس پارلیمنٹ کی ہے۔ کہتے ہیں کہ روم جل رہا تھا اور نیرو بانسری بجا رہا تھا۔ سوات پر آج جو ہم بات کر رہے ہیں یہ بہت پہلے ہونی چاہیے تھی لیکن کسی نے اسے اہمیت تک نہیں دی اور اب آپ ذرا اندازہ لگائیں کہ چوک میں لوگوں کو لٹکایا جا رہا ہے اور علی الاعلان ایف ایم ریڈیو اعلان کرتے ہیں کہ چوک پر ہم نے لوگوں کو مارا ہے اور فلاں کو ماریں گے ۔ اس کے باوجود جناب والا! میڈیا میں بھی اتنا نہیں آ رہا جتنا کہ آنا چاہیے ۔ بچے بچیوں کے دو سو سکول جلا دیئے گئے ہیں ۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں یہاں

وہ سب لوگ بیٹھے ہوئے ہیں جو حکومت کے فیصلے کرتے ہیں اور بجٹ بنانے میں انہوں نے حصہ لیا ہے، ہم کتنے سالوں میں دو سو سکول دوبارہ بنائیں گے؟ یہ وہ سکول تھے جو پہلے نواب نے بنائے تھے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، میاں گل اورنگزیب نے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، میاں گل اورنگزیب کو جناب والا! یہاں لوگ کہتے ہیں کہ feudal تھا' جاگیردار تھا' فلاں تھا۔ جاگیردار نے ایسے سکول بنائے تھے' میں کہتا ہوں کہ جن کی مثال sub-continent میں نہیں ملتی۔ ایسے ہی ہسپتال' سڑکیں اور پل بنائے تھے' ان کو آج جلایا اور گرایا جا رہا ہے لیکن پارلیمنٹ کے ممبران اور گورنمنٹ کو کوئی احساس تک نہیں ہے۔ دو سو باغ جلائے گئے۔ ہم نے چنگیز خان کے بارے میں پڑھا ہے کہ وہ درخت کاٹا کرتا تھا' باغ کاٹا کرتا تھا یعنی انسان کے سروں اور درختوں کو کاٹتے تھے اور اب سوات میں یہی ہو رہا ہے جو چنگیز خان کیا کرتا تھا۔ چنگیز خان سے بڑے خطرناک' ظالم اور جابر terrorists ہیں جو آج یہ عمل کر رہے ہیں۔ یہ جو کہتے ہیں کہ گورنمنٹ کی authority, writ نہیں ہے' یہ گورنمنٹ کی ناکامی ہے۔ گورنمنٹ کی ناکامی یہ نہیں اور ہے' وہ یہ ہے کہ کیا انہوں نے ایسا plan دیا ہے؟ کیا security forces کو یہ plan دیا ہے کہ ناروا' غیر قانونی' غیر آئینی جو کچھ ہو رہا ہے' آپ نے ان کو check کیا ہے یا نہیں۔ جناب والا! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ جو کہتے ہیں کہ وزیرستان سے لے کر سوات تک اتنی طاقت ہے' اتنی طاقت ہے' جناب والا! کسی کے پاس ایک ڈویژن فوج کی طاقت نہیں ہے۔ سوات میں جو ہوا جناب والا! گورنمنٹ نے سوات میں پورا control حاصل کیا۔ بعد میں جب یہ بات آئی کہ negotiations کرو' ANP and Peoples Party کی گورنمنٹ نے اگر میری یاد صحیح ہے تو 21 May کو negotiations کیں' بہت بہترین agreement ہوا اور اس میں واضح ہے کہ آئین اور قانون کا احترام کیا جائے گا؟ writ of the government کو مانا جائے گا۔ جب یہ فیصلہ ہوا' اس کے بعد انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا اور جو لوگ مجرم تھے' جنہیں agreement کے تحت رہائی ملی' بہت صحیح بات ہے لیکن انہی لوگوں نے قتل کیے اور آج سوات کی یہ position اسی وجہ سے ہے۔ جناب والا! ان حالات میں

کل جو اعلان ہوا ہے کہ آؤ! ہمارے نظام کو نہ ماننے والے لوگو! ہمارے سامنے حاضر ہو جاؤ' اس کے معنی کیا ہیں؟ اس کے معنی یہ ہیں کہ جب اس نے یہ اعلان کیا کہ یہ اسلام ہے اور اسلام وہ ہے جیسا کہ وہ بتا رہا ہے۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ جو بھی اس barbarism کی مخالفت کرے گا' وہ واجب القتل ہے۔ ایسے حالات میں لوگوں کا دفاع کون کرے گا؟ یہ state کی ذمہ داری ہے' آپ کو اس پارلیمنٹ سے اعلان کرنا چاہیے کہ جس شخص نے کسی کا گلا کاٹا' جس شخص نے کسی کو قیدی بنایا' جس شخص نے قانون اور آئین کے خلاف کام کیا اس کو ہم قانون کے سامنے لائیں گے۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، پارلیمنٹ کی ذمہ داری یہ ہے کہ ہم لوگ پارلیمنٹ یا دوسرے ادارے جو security forces ہیں' ان کی ذمہ داری ہے کہ جو غیر قانونی' غیر آئینی عمل ہو رہا ہے' جس شخص نے کیا ہے۔ وہ علی الاعلان یہ کہتے ہیں کہ ہم نے یہ کام کیا ہے۔ یہاں ایسے لوگ بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ کون کر رہا ہے؟ جناب! وہ اعلان کر رہے ہیں کہ میں فلاں' میرا فلاں علاقہ ہے' میں نے یہ کیا ہے اور آئندہ بھی کروں گا۔ وہ یہ کہہ رہا ہے اور جناب والا! ہم دانشور' میڈیا والے' پارلیمنٹ کے ممبران کہتے ہیں کہ پتا نہیں کون کر رہا ہے۔ یہی وزیرستان میں جن لوگوں کو یہ notice ملا ہے' یہ کیا کریں گے؟ گورنمنٹ امداد نہیں کر رہی' پارلیمنٹ امداد نہیں کر رہی' میڈیا امداد نہیں کر رہا تو وہ زیادہ سے زیادہ ایک چیز جو ہمارے کلچر میں ہے کہ انہیں لشکر بنانا ہوگا اور وہاں جو کچھ پڑا ہے' کوئی پتھر ہو' لکڑی ہو' جو کچھ بھی ہو وہ اٹھا کر اپنا دفاع کریں۔ وہ اور کیا کر سکتے ہیں؟ وہ بے عزت ہوں گے یا وہ جو کہتے ہیں کہ ان کو target کیا جائے گا' وہ hit list پر ہیں یعنی وہ سب لوگ hit list پر ہیں اور وہ مارے جائیں گے۔ ان لوگوں کو ہم یہ کیوں کہتے ہیں کہ یہ جرأت مند نہیں ہیں' ایک reality ہے۔ جب آپ نے ان کو isolate کر کے چھوڑ دیا ہے تو انہوں نے اپنا راستہ ڈھونڈنا ہے۔ جناب والا! ہمارے مسائل ہیں' ہمارے ملک کی بات ہو رہی ہے' ہم کہتے ہیں ہماری sovereignty ہماری security جناب والا! ہماری sovereignty کیسے ہے جب کہ سب دنیا جانتی ہے کہ یہاں پر عربی ہیں' اب تو ہمارے

گاؤں کے لوگ بھی اس بات کو سمجھ گئے ہیں کہ وہاں جو لوگ ہیں، وہ خارجی ہیں۔ اس قسم کا جبر اور ناروا عمل ہمارے علاقوں میں کبھی نہیں ہوا تھا لیکن اب ہو رہا ہے۔ کون ہیں؟ عرب ہیں۔

اب یہاں drones کا مسئلہ آتا ہے، drones کو تو آپ invite کر رہے ہیں۔ یہاں آدمی بیٹھا ہوا ہے وہ یہاں بھی قتل کر رہا ہے دیگر ملکوں میں بھی قتل کر رہا ہے تو کیا دوسرے ممالک اپنی حفاظت کے لیے آگے نہیں بڑھیں گے؟ ہماری sovereignty کس کے ہاتھ میں ہے؟ ہمارے sovereign کون ہیں؟ کوئی ہماری sovereignty کی علامت ہو تو ہم کہیں کہ یہ sovereignty ہے اور اگر وہ میدان میں نہ ہو تو ابھی دیکھیں وانا میں ہمارے لوگ مر رہے ہیں، ٹھیک ہے کہ یہ collateral damage ہے لیکن ایک آدمی وہاں بیٹھا ہوا ہے، بالکل واضح ہے، تمام دنیا جانتی ہے، ایک حقیقت ہے، وہاں کے لوگ بھی جانتے ہیں North Wazirstan، کرم، درہ آدم خیل، اورکزئی، باجوڑ اور سوات میں بھی ہے۔ وہ یہاں ہم پر بھی ظلم کر رہے ہیں، ہماری state writ ہماری سوسائٹی ختم کر دی اور دوسرے ممالک کو بھی دعوت دیتے ہیں کہ آؤ ہم پر حملہ کرو تو sovereignty اس حوالے سے چلی گئی۔

میں پارلیمنٹ، میڈیا اور جو بھی ہمارے ملک کے دانشور اور عقل سلیم والے ہیں، ان سے request کروں گا کہ باوجود ہمارے اختلافات کے انسانی حقوق اور fundamental rights جو ہم نے محنت سے حاصل کیے تھے، وہ سب ختم ہو رہے ہیں، ان پر وحشت و بربریت چھا رہی ہے۔ وہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اسلام لائیں گے، میں عرض کر رہا ہوں، ہمارے Constitution میں جو یہاں میرے پاس ہے، اس میں واضح الفاظ میں درج ہے کہ پاکستان میں کوئی ایسا قانون نہیں بنے گا جو قرآن و سنت کے خلاف ہو اور ہم اپنی سوسائٹی کو اس طرح آگے بڑھائیں گے کہ تمام شعبوں میں قرآن و سنت کے مطابق قوانین آ جائیں۔ یہ ہمارا آئینی فیصلہ ہے اس کے باوجود ایک شخص وہاں بیٹھا ہوا ہے اور وہ کہتا ہے کہ نہیں، یہ جو کچھ ہے، کفر ہے۔ یہ جو کچھ ہے، یہ غیر اسلامی ہے اور اسلام وہ ہے جو انہوں نے بنایا ہے۔ اب اس حالت میں ہم جو کچھ اصل اسلام کا کر چکے ہیں، ہمارے آئین میں آج بھی یہ ہے، میں پھر اس کی تکرار کرتا ہوں کہ اس وقت پاکستان ایک جمہوری ملک ہے، ایک اسلامی آئین کے مطابق ہے اور جو تبدیلی آئے گی، وہ پرامن طریقے سے آئے گی، پرامن طریقے سے تبدیلیاں آئیں گی اور لائی جائیں گی۔ اس کا اگر کوئی

دعویدار ہے، اچھے اسلام کا دعویدار ہے۔ یہاں MMA ہے، مختلف پارٹیاں ہیں، اگر آپ MMA سے متفق نہیں ہیں تو اپنی اور پارٹی بنائیں، تحلیل کرو، تقریر کرو، جلسہ کرو، پرامن مذاکرات کرو، جدوجہد کرو۔

آج آپ نے دیکھا کہ ہم نے پاکستان کے آئین میں کتنی ترامیم پیش کی ہیں، بہت ساری پیش کی ہیں۔ وہ واقعی اسلام کے حق میں تبدیلیاں لانا چاہتے ہیں، وہ بالکل لوگوں کے پاس جائیں جلسہ کریں، پشاور، کوئٹہ، کراچی اور لاہور میں جائیں۔ بجائے لوگوں کو مارنے کے، بجائے کاروبار کو ختم کرنے کے وہاں جائیں، جلسے کریں اور انتخابات ہوں گے، votes لے لیں، یہاں آ جائیں اور بیٹھیں ۔ ہم ابھی بھی میاں صاحب کو کہتے ہیں کہ آپ Opposition میں تھے، اب ادھر گئے ہیں، اب خاموش بیٹھے ہوئے ہیں، ان کو ان کی پارٹی نے کامیاب کیا اور election جیتا اور اگر جس ترمیم کی ضرورت ہے، وہ سمجھتے ہیں یا social distance کے بارے میں کوئی اور چیز ہے تو وہ پیش کریں، وہ کیوں پیش نہیں کرتے۔ عرض یہ ہے کہ ان چیزوں کو نظر میں رکھیں، یہ پارلیمنٹ کی ذمہ داری ہے، یہ جو کچھ ہو رہا ہے، یہ وحشت اور بربریت کا دور ہے، اسلام سے پہلے جہالت کا دور جو عرب کا تھا، وہ اس سے کئی گنا بہتر نظام تھا، اس جہالت سے جو ابھی ہو رہی ہے۔ بہرصورت میں نے آپ کا time لیا، آپ کی بڑی مہربانی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ میڈم گلشن سعید صاحبہ! میرے ذہن میں بھی ہے، اس کو ذرا سوات کے معاملے سے separate کریں۔

سینیٹر گلشن سعید: سوات کا معاملہ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: وہ calendar مجھے بھی receive ہوا ہے اور آپ کو بھی receive ہوا ہے۔ Confederation India کی بات ہے, we knew اس چیز کو تھوڑا sort out کرتے ہیں۔

سینیٹر گلشن سعید: جی۔ جناب والا! میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ مجھے اڑیسہ سے by post دو calendars آئے ہیں جس میں پاکستان کو بھارت کا حصہ دکھایا گیا ہے۔ میں کل لا کر آپ کو House میں دکھاؤں گی، مجھے by name آیا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی بالکل۔

سینیٹر گلشن سعید: اور ریحانہ صاحبہ کو بھی آئے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سارے Senators کو بھیجے ہیں۔

سینیٹر گلشن سعید: نہیں، ساروں کو نہیں آئے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: مجھے بھی آیا ہے۔

سینیٹر گلشن سعید: میں نے سب سے پوچھا ہے، صرف مجھے آیا ہے اور ریحانہ صاحبہ نے بتایا ہے کہ ان کو آیا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی۔

سینیٹر گلشن سعید: کیلینڈر چھپا ہوا ہے اور اس میں جو نقشہ ہے---

Mr. Deputy Chairman: Confederacy of India.

اس پر بعد میں بات کرتے ہیں۔

سینیٹر گلشن سعید: India میں اڑیسہ کے لوگوں کی کوئی branches ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: وہی ناں، ہمیں تو پتا ہے ناں، ہم ہندو کو پہچانتے ہیں کہ ہندو کے ساتھ کیا کرنا ہے، ہمیں وہ بھی پتا ہے۔

سینیٹر گلشن سعید: جناب چیئرمین! میں صرف ایک بات کرنا چاہتی ہوں کہ یہاں 6, 7 سال حکومت رہی ہے، آج تک کسی نے کبھی یہ جرأت نہیں کی تھی کہ by name Senators or MNAs کو India سے اس طرح کی چیزیں آئیں یا بھیجیں۔ وہ ہمیں بتاتے ہیں کہ ہم کیا چاہتے ہیں اور ساتھ جو لکھا ہوا ہے، آپ وہ بھی پڑھ لیجیئے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: کل please, House میں پیش کریں۔

سینیٹر گلشن سعید: جی ہاں۔ مطلب ہے کہ یہ بڑی عجیب سی بات ہے اور India کی اتنی جرأت بڑھتی جا رہی ہے جو کچھ سوات میں ہو رہا ہے، اس میں اس کا ہاتھ ہے اور جو بلوچستان میں ہو رہا ہے، اس میں بھی اس کا ہاتھ ہے۔ یہ بات میری بہن ریحانہ نے بھی پچھلی دفعہ کہی

تھی کہ ہمارے پاس شواہد ہیں کہ India پوری طرح ملوث ہے، وہ کبھی دو بندے پکڑ کر ان کو پاکستانی بنا کر دہشت گرد بنا دیتا ہے۔ جناب والا! یہ کیا ہو رہا ہے؟ Writ of the Government کیا ہے، ان کو چاہیے کہ ---

جناب ڈپٹی چیئرمین، آپ please کل وہ لائیں، اس پر بحث کرتے ہیں۔

سینیٹر گلشن سعید، جو کچھ ہم باتیں سن رہے ہیں، یہ پاکستان کے لیے خطرناک بھی ہیں اور شرمناک بھی ہیں۔ پاکستان کو ایسے لوگوں سے صاف کریں، India ہمارا ہمسایہ ملک ہے، ہمارے اس کے ساتھ اچھے relations ہیں، مگر وہ اس طرح کی حرکات کس کی پشت پناہی سے کر رہے ہیں۔ مطلب ہے کہ ہم جو Parliament کے لوگ ہیں، ان کو یہ calendars بھجوائیں جس میں پاکستان خدانخواستہ India کا حصہ ہے۔ جناب ولا! یہ ہماری sovereignty پر حملہ ہے، میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت صدمے کی بات ہے، میں موقع ڈھونڈ رہی تھی کہ یہ بات ہوئی تو میں نے سب سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ایک مجھے بھی آیا ہے اور جناب والا! آپ کو بھی آیا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی، جی Senate کی website پر ہم سب کے پتے ہیں کیونکہ ہماری girl friends ہیں، Indians کو سب پتا ہے۔ Website پر ہمارے پتے ہیں۔ جی میڈم رزینہ عالم صاحبہ۔ سوات پر آتے ہیں، یہ سب چیزیں اس لیے ہو رہی ہیں کہ وہ سمجھ رہے ہیں کہ پاکستان میں ہر طرف سے اندرونی خلفشار بھی ہے اور بیرونی حملہ بھی ہو رہا ہے تو we should get ready for these things now.

سینیٹر سعدیہ عباسی، آج کی debate سوات پر ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سوات پر ہے، میں ادھر سے جا رہا ہوں۔

سینیٹر سعدیہ عباسی، جی، Minister of Interior یہاں پر موجود نہیں ہے۔

Mr. Deputy Chairman: I think, Raza sahib is here.

سینیٹر سعدیہ عباسی، وہ بے شک ہوں، وہ Leader of the House ہیں، Interior کا معاملہ ہے، law and order کا معاملہ ہے، اتنا اہم issue ہے، اس کے لیے notice ہوا ہے اور

وہ موجود نہیں ہیں۔ یہ کیا justification ہے؟

جناب ڈپٹی چیئرمین: بالکل میرے ذہن میں بھی ہے، رضا صاحب اور وٹو صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، seasoned آدمی ہیں۔

سینیٹر سعدیہ عباسی: وہ اپنی وزارت کے وزیر ہیں، جہاں، جہاں ان کو بلایا جاتا ہے، وہ ہر جگہ موجود ہوتے ہیں۔ آپ ان کو بلائیں، وہ جدھر بھی ہیں، ان کو بلائیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: محبوب صاحب! رحمٰن ملک صاحب کو بلائیں کہ سنیں Interior سے ہٹا کر Defence Forces بھیجی جائیں، وہاں Interior ناکام ہو گئی ہے، سوات میں Defence Forces بھیجی جائیں، یہ سنیں پھر رحمٰن ملک کی جگہ احمد مختار صاحب commander بھیجیں۔

سینیٹر سعدیہ عباسی: جناب! یہ مذاق نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں، یہ ہے کہ he should be here.

سینیٹر رزینہ عالم خان: مجھے floor ملا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی رزینہ عالم صاحبہ۔

سینیٹر سعدیہ عباسی: جناب! یہی تو افسوس ہے۔

Mr. Deputy Chairman: Raza sahib, please, take notice for this because this is very important.

سینیٹر رزینہ عالم خان: بہت شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ سوات میں جو حالات ہیں، ہم سب وہ بخوبی جانتے ہیں اور جو ہمارے honourable Senators بتا چکے ہیں جو وہاں law and order کی situation ہے، وہاں writ of the Government ختم ہو چکی ہے۔ اس کو دیکھتے ہوئے جو حالات ہیں، ہمارے جو اقدامات ان کا سدباب کرنے کے لیے ہیں، وہ ہوں گے۔ میں اس وقت وہاں کے تعلیمی اداروں کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں۔

Mr. Deputy Chairman: Please, listen to the honourable

کے بارے میں کہہ رہی ہیں۔

سینیٹر رزینہ عالم خان، جناب چیئرمین! میں تعلیمی اداروں کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں۔ سب سے پہلے ہم سب جانتے ہیں کہ جو ترقی ہے، ہمارے آگے بڑھنے کے chances ہیں، اس میں جو تعلیم ہے، وہ prerequisite ہے۔ جیسا کہ ہمارے honourable Senators نے فرمایا کہ سوات ایک ایسی جگہ تھی کہ جہاں کے تعلیمی حالات نہایت سازگار تھے، اس ضلع میں 1500 schools تھے جس میں 571 لڑکیوں کے schools تھے اور تعلیم کا نظام بہترین تھا۔ میں نے Chairperson کی حیثیت سے وہاں کا پورا جائزہ لیا تو کئی مرتبہ میری ان سے بات چیت ہوئی اور مجھے اس چیز کی بہت خوشی تھی کہ وہ ایک ایسا علاقہ ہے کہ جہاں تعلیمی کیفیت بہت اچھی ہے تھی لیکن تعلیم کو تباہ و برباد کرنے کا سلسلہ شروع ہے۔ میں نے Senate کے floor پر point of order پر کئی مرتبہ بات کی ہے کہ وہاں کے سکولوں کو جس طرح برباد کیا جا رہا ہے، خصوصاً بچیوں کے سکولوں کو برباد کیا جا رہا ہے۔ وہاں پر ایک عدم تحفظ کی فضا قائم ہو چکی ہے، جناب والا! وہاں پر 80000 students گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ بچیاں نہیں جا رہی ہیں، نہ جا سکتی ہیں کیونکہ ان کو اس قدر خوف دلایا گیا ہے، وہ وہاں پر جانے آنے سے عدم تحفظ کا شکار ہیں۔ جناب والا! اس کا سدباب کس طریقے سے کیا جائے، اس کی اب تک کوئی strategy developed نہیں ہوئی، ہماری حکومت کا اس کے متعلق کوئی لائحہ عمل ابھی تک نظر نہیں آیا۔ جناب والا! 8000 سے زیادہ اساتذہ بیکار بیٹھے ہوئے ہیں، بے روزگار بیٹھے ہیں کیونکہ وہ school ختم ہو گئے ہیں جس میں private schools بھی ہیں اور Government schools بھی ہیں۔ ہم سب جانتے ہیں کہ یہ اقدامات نہ صرف غیر اسلامی ہیں کیونکہ اسلام میں مرد اور عورت پر علم کی طلب فرض قرار دی گئی ہے۔ کہیں پر یہ نہیں لکھا ہے کہ لڑکیاں اس درجے تک تعلیم حاصل کریں اور لڑکے اس درجے تک تعلیم حاصل کریں بلکہ ہمارا ایک واحد مذہب ہے جس میں تعلیم کی طلب کرنا اور اس کو حاصل کرنا، وہ ایک فریضے کی صورت ہے۔ جناب والا! اس کے باوجود اسلام کے نام پر جو حرکات ہو رہی ہیں، اس کے لیے شدید

مذمت کافی نہیں ہے۔ میں یہ کہنا چاہوں گی کہ کوئی طریقہ کار ایسا ہو کہ جو schools تباہ کئے گئے ہیں، ان کو جلد از جلد rebuild کیا جائے اور وہاں پر بچیوں کو گھروں سے سکول لانے کا کوئی صحیح انتظام ہو، ہم لوگ ان کو وہاں جتنی بسیں اور transport مہیا کر سکتے ہیں، ان کو وہ مہیا کی جائیں۔

جناب والا! اس کے علاوہ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ وہاں سے کچھ لوگوں نے نقل مکانی کی ہے اور ان کے بچے یہاں پر آ گئے ہیں لیکن ان کو سکولوں میں داخلے نہیں مل رہے ہیں۔ میرے پاس یہ اطلاعات آئی ہیں تو میں نے محکمہ تعلیم کو خود بھی کہا ہے اور میں چاہتی ہوں کہ حکومت بھی اس چیز کو یقینی بنائے کہ جو لوگ وہاں سے آئے ہیں ان کے بچوں کو ترجیحی بنیاد پر داخلہ دیا جائے۔ وہاں کے تعلیمی نظام کو تباہ و برباد کرنے کی جو کوشش کی جا رہی ہے اس کا سدباب کرنا بہت ضروری ہے۔ میری پرزور اپیل ہے کہ اس کے لیے کوئی موثر اقدامات کیے جائیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ حاجی عدیل صاحب please take the floor. ان کے بعد پروفیسر ابراہیم and then Dr. Said

سینیٹر رضا محمد رضا: جناب چیئرمین! بحث کل بھی جاری رہے گی؟

جناب ڈپٹی چیئرمین: ہاں، ہاں لیکن آج سوا آٹھ بجے تک بحث کریں گے۔ کل بھی بحث کریں گے، کل انشاء اللہ تھوڑا پہلے آ جائیں گے۔ جی حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! میں آپ کا اور اپنے ساتھیوں کا مشکور ہوں، خصوصاً جناب الیاس بلور، جناب مندوخیل اور محترمہ رزینہ عالم صاحبہ کا کہ جنہوں نے سوات کے حوالے سے کافی دکھی معلومات اس ایوان کو دی ہیں۔

جناب چیئرمین! آپ کو پتا ہے کہ سوات ہمارے صوبے کا ایک ایسا علاقہ ہے اور بلکہ میں کہوں گا کہ علاقہ تھا کہ وہ بڑا liberal تھا اور tourism کے حوالے سے پاکستان کا سب سے مقبول ترین علاقہ تھا۔ وہاں پاکستان بھر سے، مختلف تہذیبوں کے، مختلف علاقوں اور باہر کی دنیا سے بھی لوگ آتے تھے۔ سوات، سیدو شریف، مینگورہ، کالام، بحرین، مدین اور اس سے بھی آگے

tourists جایا کرتے تھے اور بڑے، پُرامن طریقے سے وہ اپنا پورا دن اپنے بچوں کے ساتھ گزارا کرتے تھے، خصوصاً گرمیوں کے دن۔ جناب چیئرمین! سوات چونکہ provincial administratered tribal area ہے اور وہاں taxes نہیں ہیں۔ پاکستان میں جتنے بھی بڑے بڑے پرفیوم کے کارخانے ہیں انہوں نے اپنے تمام یونٹ سوات میں لگائے ہوئے تھے، جس میں تقریباً ڈیڑھ ہزار خواتین packing وغیرہ کے سلسلے میں کام کرتی تھیں۔

میرے خیال میں سوات میں بلوچستان کی طرح سب سے مقبول سیب پیدا ہوتا تھا، آڑو، جاپانی اور کافی دیگر قسم کے فروٹ پیدا ہوتے تھے اور سارے پاکستان میں اس کی distribution ہوتی تھی۔جناب چیئرمین! آج سوات کا کیا حال ہے، گزشتہ دو سالوں سے سوات کے درختوں سے کوئی سیب اور آڑو نہ توڑ سکا کہ اسے pack کر کے سارے پاکستان کو بھیجا جائے، نہ کوئی توڑنے والا موجود ہے، نہ pack کرنے والے موجود ہیں اور نہ کوئی ٹرک موجود ہے کہ سوات سے وہ مال پاکستان کے دوسرے علاقوں میں لائیں۔ آج سوات میں وہ تمام کارخانے جو کہ پرفیوم بنایا کرتے تھے بند ہو گئے ہیں اور تقریباً ڈیڑھ ہزار خواتین بیروزگار ہوگئی ہیں اور اس کے ساتھ اتنی ہی تعداد میں مرد بھی بیروزگار ہوئے ہیں۔ سوات میں کل تک لڑکیوں کے تقریباً 107 سکول تباہ کیے گئے اور تقریباً 20 سے 40 سکول لڑکوں کے بھی تباہ ہوئے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ سرکاری عمارات، سرکاری ہوٹلوں اور ہسپتالوں کو بھی تباہ کیا گیا ہے، DHQ کو بھی تباہ کیا گیا ہے۔ بڑی عجیب بات ہے کہ تین دن پہلے ہماری اطلاعات کی وزیر صاحبہ محترمہ شیری رحمٰن صاحبہ نے کراچی میں یہ کہا کہ آج کل چھٹیاں ہیں اور چھٹیوں کے بعد یہ سکول کھلیں گے اور بچیاں سکولوں میں جائیں گی، دوسرے ہی دن پانچ سکول اور تباہ کر دیے گئے۔

(Shame, Shame)

جناب چیئرمین! فوج کی طرف سے یہ اشارہ ملا کہ ہم سکولوں کی نگرانی کریں گے، یہ آج کے اور کل کے اخبارات میں آیا، اس اعلان کے بعد مینگورہ میں سکول تباہ کر دیے گئے۔ مینگورہ اور سوات میں بچیوں پر پابندی ہے کہ 15 جنوری کے بعد انہیں سکولوں میں نہیں جانا، وہاں جو malls ہیں، جن پر لکھا ہوا ہے کہ یہ خواتین کے کاروباری آمد و رفت اور خرید و فروخت کے لیے ہیں، آپ نے شاید دیکھا ہو کہ ان پر banners لگا دیے گئے ہیں کہ یہاں خواتین کا داخلہ بند ہے۔

جناب چیئرمین! وہاں کے elected ممبروں کے ساتھ کیا حشر ہوا۔ خان لالہ ایک خصوصی مثال ہیں کہ انہوں نے ظلم و انصافی اور جبر کے خلاف اپنی ذات کی حد تک ایک جہاد کیا ہے، انہوں نے اپنے بھتیجوں اور پوتوں کو قربان کرا دیا، وہ خود زخمی ہوئے، ان کے گھر کے عملے کو شہید کر دیا گیا، ان کی بلڈنگوں کو توڑا گیا لیکن وہ ڈٹے رہے کہ میں سوات کی سرزمین کو نہیں چھوڑوں گا۔ ہمارے MPA وقار کے بھائی اقبال کے بچوں کو لائن میں کھڑا کر کے پوچھا گیا کہ کون سا بچہ عزیز ہے تاکہ پہلے تمہاری آنکھوں کے سامنے اس کو قتل کریں اور اس کے بعد اس کے بچوں، اس کے نوکروں اور اس کو قتل کیا گیا۔ جس وقت اس کے گھر پر حملہ ہوا تو اس کے پاس جتنا اسلحہ اور سٹاف تھا، انہوں نے مقابلہ کیا، دکھ کی بات یہ ہے کہ ان کے گھر کے سامنے ایک چوکی تھی جس میں کہ ایک کرنل صاحب تھے، ان کو موبائل پر اطلاع دی کہ آپ ہماری مدد کو آئیں، ہمارے پاس اور اسلحہ نہیں ہے لیکن کوئی ان کی مدد کو نہیں آیا۔ اس کے بعد ان کی عورتوں کو نکال کر ان کے گھر کو بھی اڑا دیا گیا۔ ہمارے صوبائی وزیر کے بھائی کو قتل کیا گیا اور کہا گیا کہ جنازہ باہر نہ نکالا جائے۔ انہوں نے رات کو چھپ کر مینگورہ میں دفن کیا۔ ہمارے MPA's اور MNA's کے گھروں کو تباہ کر دیا گیا، وہاں جو ان کے بھائی تھے انہیں قتل کیا گیا۔ ایک پیر سمیع اللہ صاحب تھے، جنہوں نے ایک ماہ تک جنگ کی اور ان کی مدد کو کوئی نہیں آیا، نہ خاکی آئے، نہ دوسرے کوئی آئے، آخر میں وہ مارا گیا اور اسے قبر سے نکال کر درخت پر ٹانگ دیا گیا۔

جناب چیئرمین! سوات کا مسئلہ کہاں سے شروع ہوا۔ 1994 میں ایک تحریک چلی تھی، والی صاحب کا ذکر ہوا کہ انہوں نے سکول بنائے تھے، انہوں نے ہسپتال بنائے تھے، انہوں نے سڑکیں بنائی تھیں، انہوں نے تھانے بنائے تھے لیکن والی صاحب کے ہاں ایک روایت تھی کہ علاقے میں اگر کسی شخص کا کوئی مقدمہ ہوتا تھا تو ایک دو دن میں اس کا فیصلہ ہو جاتا تھا۔ سوات کے لوگوں کو جب پاکستان کے ساتھ اکٹھا کیا گیا اور یہ بھٹو صاحب کے دور میں ہوا، اس کے بعد وہاں ایک خلاء تھا، چاہیے یہ تھا کہ وہاں کسی قانون کو assent کرتے، وہاں کوئی قانون نہیں تھا۔ جس طرح آج فاٹا میں ہماری ہائیکورٹ اور سپریم کورٹ کو assent نہیں کیا گیا ہے، کل اگر اسے بھی فاٹا بنا دیا جائے اور اس کے بعد وہاں جو قانون ہو گا تو وہ اس سے بھی بدتر حال میں ہو گا۔

1994 میں ایک تحریک چلی جس کے نتیجے میں پاکستان پیپلزپارٹی کا ایک صوبائی رکن اسمبلی بھی شہید ہوا، صوفی محمد کی تحریک تھی۔ اس کے بعد .Shariat Regulation Act or Bill, 1994 کا ایک معاہدہ ہوا لیکن پھر اس پر عمل نہیں ہوا۔ جب 1999 میں پاکستان مسلم لیگ کی حکومت تھی، اس میں تمام Muslim Leagues شامل تھیں، اس وقت ن، ج، ب نہیں تھا۔ انہوں نے ان کے ساتھ پھر ایک معاہدہ کیا اور تحریک زیادہ سختی سے آگے بڑھی اور 1999 میں شریعی نظام، عدل ریگولیشن 1999 دستخط ہوئے۔

جناب چیئرمین! جیسا کہ بتایا گیا کہ پاکستان کے آئین میں ہے کہ پاکستان کا مذہب اسلام ہو گا اور جو بنیادی مقاصد ہیں ان کو شامل کیا جائے گا۔ یہ دونوں قانون پاکستان پیپلزپارٹی اور پاکستان مسلم لیگ کے دور میں بنائے گئے لیکن اس پر عمل نہیں ہوا، نتیجہ یہ ہوا کہ گزشتہ مشرف کے دور میں وہ آگ اور آگے بڑھی اور پھر مشرف ہی کے دور میں وہاں فوج بھیجی گئی۔ لوگوں کا یہ خیال تھا کہ جس علاقے میں جب فوج جاتی ہے تو اور کچھ نہیں ہوتا تو کم از کم امن ہو جاتا ہے لیکن فوج کا ایک rule ہوتا ہے کہ اس علاقے میں امن قائم کرنے کے بعد وہ علاقہ civil administration کو handover کیا جاتا ہے۔ فوج زیادہ عرصہ کسی علاقے میں رہے تو اس فوج کا اثر ختم ہو جاتا ہے، فوج کا رعب ہی ختم ہو جاتا ہے اور یہی سوات میں ہوا، آج وہاں سوات میں فوج موجود ہے۔ یہ سوال تو میں نے ISI کے چیف سے بھی کیا تھا کہ جس وقت وہ ہمیں brief کر رہے تھے، میں نے پوچھا کہ سوات میں کرفیو کے دوران مینگورہ، سیدوشریف اور سنگ گھوٹہ میں کرفیو کا کیا مطلب ہے کہ کوئی اپنے گھر سے نہ نکلے اور اگر کوئی نکلے گا تو اسے پہلے warning دی جائے گی اور اس کے بعد قتل کر دیا جائے گا۔ ہوتا کیا ہے کہ تمام لوگ اپنے گھروں میں ہوتے ہیں۔ جو بچی کھچی پولیس ہے کہنے کو تو کہتے ہیں کہ پانچ سو پولیس والے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ دو سو بھی نہیں رہے ہیں۔ پولیس اپنے پولیس اسٹیشن میں بند ہوتی ہے۔ فوج کہاں ہوتی ہے نہیں پتا لیکن اسی کرفیو کے درمیان بجلی کی، پانی کی، سوئی گیس کی installations تباہ ہوجاتی ہیں۔ اسی کرفیو کے درمیان ہوٹل تباہ کردیے جاتے ہیں، لوگوں کو گھروں سے نکال کر چاہے وہ عورتیں ہیں یا مرد ان کو قتل کر کے گرین چوک یا خونی چوک میں لٹکا دیا جاتا ہے۔ ہم حیران ہیں وہ کیسا کرفیو ہے؟ اگر وہاں سے ٹرک گزرتا ہے تو پہلی چوکی فوج

کی ہے اور دوسری چوکی طالبان کی ہے، تیسری چوکی کسی اور گروپ کی ہے۔ فوج وہاں موجود ہے اور تقریباً پچاس ہزار کے قریب ہے۔ اس کے علاوہ فرنٹیئر کانسٹیبلری بھی ہے، فرنٹیئرکور ہے، پولیس بھاگ چکی ہے کوئی سات سو اسی پولیس والے شہید ہو چکے ہیں۔

جناب چیئرمین! ہم اب آپ سے پوچھتے ہیں، اس ایوان سے پوچھتے ہیں کہ جہاں جس علاقے میں سول ایڈمنسٹریشن ختم ہو جائے---- پاکستان میں پہلا مارشل لاء تو لاہور میں لگا تھا جہاں پر ایک تحریک چلی تھی اور اس کے بعد مارشل لاء لگا تھا۔ پاکستان میں دوسرا مارشل لاء ایسٹ پاکستان میں لگایا گیا تھا۔ جب فوج ایک علاقے میں داخل ہوتی ہے تو تمام آنکھیں اس فوج کی طرف لگ جاتی ہیں کیوں کہ وہ لوگ پولیس سے مایوس ہو چکے ہوتے ہیں۔ میرا بھائی تو کہتا ہے کہ 80 یا 85 فیصد، میں کہتا ہوں کہ سوات اور فاٹا صرف پاکستان کے نقشے میں پاکستان میں ہیں۔ سوات اور فاٹا نہیں ہیں۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ کوئی وزیراعظم، کوئی صدر، کوئی صوبائی یا وفاقی وزیر وہاں کا visit کرے۔ خصوصی حفاظتوں میں اگر کوئی جاتا ہے تو الگ بات ہے۔ آج کراچی میں یہ کہہ دینا کہ سوات میں بچیاں سکولوں میں جائیں گی بڑا آسان ہے۔ سوات میں جا کر یہ کہہ دیں تو ہم مانیں گے۔ آج سوات پاکستان کے نقشے میں ہے، آج فاٹا پاکستان کے نقشے میں ہے، پاکستان کا وہ حصہ نہیں ہیں کیوں کہ پاکستان کی وفاقی حکومت اور صوبائی حکومت کی وہاں کوئی writ نہیں ہے۔ جن لوگوں نے دو سال پہلے پچھلی حکومت کے کہنے پر وہاں takeover کیا تھا، فوج وہاں گئی تھی، فوج کا کیا کردار تھا؟ جو علاقے اس وقت سول حکومت کے پاس تھے بھی وہ فوج آنے کے بعد سول حکومت کے ہاتھ سے گئے۔ سول ایڈمنسٹریشن ختم کردی گئی ۔ آج سوال یہ ہے کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ فوج کی موجودگی میں تو ایسا نہیں ہونا چاہیے اور اگر کسی کا خیال ہے کہ فاٹا میں یہ ہوگا، سوات میں ہوگا، مردان میں ہوگا اور مالاکنڈ اور پشاور میں ہوگا اور اسلام آباد میں نہیں ہوگا تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مانسہرہ کے راستے وہ اسلام آباد میں پہلے آئیں گے اور لاہور اور سرائیکی پٹی میں بعد میں جائیں گے، کیوں کہ سرائیکی پٹی اور پنجاب کے لوگ اس وقت سوات میں موجود ہیں، جو خلاف قانون تحریکیں پاکستان میں بنائی گئی ہیں وہ ساری کی ساری اس وقت وہاں موجود ہیں۔

جناب چیئرمین! سوات کا مسئلہ کیا ہے۔ میں آپ کو بتاتا ہوں۔ سوات افغانستان کے

علاقے کنھڑ اور کشمیر کے درمیان ایک راہداری ہے۔ کشمیر کے لیے وہاں کیمپ بنائے گئے۔ کشمیر کے لیے افغان اور دنیا بھر کے مجاہدین وہاں آئے تھے' ایک معیار کے لوگ آئے تھے۔ آج ان ہی لوگوں کی آمدورفت کا یہ راستہ ہے۔سوات ایک چھوٹا سا علاقہ ہے جس کی سرحد نہ فاٹا سے ملتی ہے اور نہ افغانستان سے ملتی ہے لیکن یہ کشمیر اور کنھڑ کے درمیان ایک راستہ ہے اور اس راستے کو محفوظ کرنے کے لیے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ہمیں تو دکھ ہے کہ امریکہ سے لوگ آ کر اپنے دشمنوں کو مار جاتے ہیں' ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں لیکن کیا وہ علاقے ہمارے کنٹرول میں ہیں؟ وہ تو اپنے دشمنوں کو وہاں سے آکر مارتے ہیں۔ ہم اپنی تہذیب' اپنے مذہب' اپنے کلچر' اپنے دستور ' اپنے ملک ' اپنی بچیوں ' اپنے بیٹوں' اپنے بزرگوں کے دشمنوں کو کچھ نہیں کہتے۔ ہم اس کے FM Radio کو jam نہیں کرسکتے۔ یہاں تو میرا موبائل اس ایوان میں jam ہے۔ وہاں ہم FM Radio بند نہیں کرسکتے۔ یہ کون سی طاقتیں ہیں ' کون سی قوتیں ہیں جو پاکستان میں رہتی ہیں ' پاکستان کا کھاتی ہیں' پاکستان سے سہولتیں حاصل کرتی ہیں اور پاکستان کے لیے فاٹا اور سوات میں مشکلات پیدا کرتی ہیں۔

جناب چیئرمین! ہمیں سوچنا چاہیے۔ میں آپ کو بتاؤں کہ یہ ایک بین الاقوامی سازش ہے' تقریباً پانچ کروڑ پختونوں کے ایریا میں ایک international great game ہے۔ افغانستان کے پختون ہوں یا پاکستان کے پختون ہوں' فاٹا میں ہوں یا بلوچستان میں ہوں یا پختونخواہ میں ہوں یہ پانچ کروڑ پختونوں کے خلاف international great game ہے اور اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ یہ بڑھتے آئیں گے اور جس deterrent کو آپ بچا رہے ہیں وہ اس تک پہنچ جائیں گے پھر آپ کیا کریں گے؟ Marriott Hotel میں ایک واقعہ ہوا تو یہ سارا علاقہ ریڈ زون بن گیا۔ اگر دوسرا واقعہ ہوا تو میرے خیال میں یہ زون بھی نہیں رہے گا۔

جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے اپنی حکومت سے ' اپنے ساتھیوں سے جو اپوزیشن میں بھی ہیں ' اپنی بہنوں سے عرض کروں گا کہ خدانخواستہ ایسے واقعات اگر لاہور میں ہوتے' ایسے واقعات اگر کراچی میں ہوتے ' ایسے واقعات خدا نہ کرے اسلام آباد میں ہوتے تو آپ کا کیا رویہ ہوتا؟ آپ اسی طرح آپس میں باتیں کرتے رہتے' اسی طرح اس نہایت ہی serious مسئلے پر غیر دلچسپی کا اظہار کرتے۔ آدھا ایوان خالی ہو چکا ہے۔ وہ لوگ جو کچھ دیر پہلے اپنے

چھوٹے چھوٹے مسئلوں کے لیے یہاں شور ڈال رہے تھے اور ایوان میں موجود تھے وہ اب موجود نہیں ہیں۔ آج جب سوات کا مسئلہ discuss ہونے لگا ہے تو ہمارے پنجاب سے ، سندھ سے ، بلوچستان سے اور پختونخواہ کے بہت سارے ساتھی اٹھ کر چلے گئے ہیں۔ آپ دیکھ لیں یہ سو کا ایوان ہے اور آپ گنتی کرلیں کتنے لوگ موجود ہیں۔ جناب ! مجھے دکھ ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ سوات ابتداء ہے ہماری تباہی کی۔ سوات میں اس عفریت کو خدا کے لیے روک دیجئیے جو وہاں پھیل اور پھل رہی ہے ورنہ اگر سوات نہیں ہوگا تو کل پشاور بھی نہیں ہوگا، شاید ہم بھی نہیں ہوں گے۔ میں نے پہلے بھی یہ کہا تھا کہ ہمیں اللہ اور طالبان پر چھوڑ دیجئیے۔ ہماری حفاظت وہ لوگ نہیں کرسکتے ہیں جن کو ہم نے اپنے بجٹ کا 80% کھلایا ہے۔ اگر ہماری حفاظت کرے گا تو اللہ ہی کرے گا ۔ ہمارے لیڈر پر حملہ ہوا اس کو اللہ نے بچایا۔ پاکستان پیپلز پارٹی کی چیئرپرسن مرحومہ بے نظیر بھٹو صاحبہ پر دو دفعہ حملہ ہوا اور کہاں حملے ہوئے؛ ان دو شہروں کے مرکز میں ہوئے۔ اس کو کوئی نہ بچا سکا تو ہمیں بھی یہ نہیں بچا سکتے اور سوات کے لوگوں کو بھی یہ نہیں بچا سکتے، سوات کی بچیوں کو بھی یہ نہیں بچاسکتے، سوات کے بچوں کو بھی یہ نہیں بچا سکتے، سوات کے لوگوں کو یہ نہیں بچاسکتے، سوات کے بزرگوں کو نہیں بچاسکتے۔ والسلام۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب ڈپٹی چیئرمین : Thank you. پروفیسر ابراہیم صاحب ۔ This is the last speech of the session کیوں کہ پھر کچھ دوستوں نے meeting میں جانا ہے۔ Treasury Benches سے سب چلے جائیں گے۔ اس meeting میں بھی سوات ہی discuss ہونے لگا ہے جو میری اطلاع ہے۔ میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ انہوں نے request کی ہے کہ اس meeting میں بھی سوات پر بات ہو رہی ہے۔ سوا آٹھ بجے تک اجلاس چلا لیتے ہیں۔ جی پروفیسر صاحب۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان : جناب چیئرمین ! میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے اس اہم مسئلے پر مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ جناب حاجی عدیل صاحب نے میرا کام آسان کیا ہے۔ Writ of Government بلاشبہ جس طرح محترم الیاس بلور صاحب نے کہا، درست ہے کہ وہاں پر نہیں ہے۔ صرف صوبائی حکومت کی نہیں فوج کی بھی writ نہیں ہے۔ یا تو انہوں نے

اپنی writ کو خود ختم کردیا ہے اور یا پھر ان کی بھی writ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! میری گزارش یہی ہے کہ writ of Government قائم کرنے کے لیے عدل و انصاف چاہیے' قانون اور عدالت چاہیے۔مجھے جناب عبدالرحیم مندوخیل صاحب کی اس بات سے مکمل اتفاق ہے کہ ملزم کو عدالت کے کٹہرے میں کھڑا کرنا چاہیے۔یہاں ملزم کو عدالت کے کٹہرے میں کھڑا کرنے کی بجائے اس کو مارچ پاسٹ دیا جاتا ہے ' اس کو سلامی دی جاتی ہے۔یہاں سے جب تک حالات درست نہ ہوں ملک کے کسی بھی حصے میں حالات درست نہیں ہو سکتے۔

جناب چیئرمین! حاجی عدیل صاحب ایک بات کہتے کہتے کنی کترا جاتے ہیں ' پہلو بچا جاتے ہیں' کہتے ہیں کہ فوج کی موجودگی میں ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ میں کہتا ہوں کہ حاجی صاحب کہہ دیں فوج کی موجودگی میں اگر یہ ہو رہا ہے تو فوج اس کی براہ راست ذمہ دار ہے۔ اگر کرفیو کے دوران گھر سے آدمیوں کو نکال کر ذبح کیا جاتا ہے تو فوج کے کرنل پر 302 کے تحت مقدمہ چلنا چاہیے اور اس کو پھانسی پر لٹکانا چاہیے۔وہی اس کا ذمہ دار ہے۔ جناب چیئرمین! کرفیو کے دوران بچیوں کے سکولوں کو بموں سے اڑایا جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ کیا طالبان نے براہ راست اس سکول کو اڑایا ہے۔ فوج کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس سکول کو بچاتی۔ اگر فوج نہیں بچا رہی تو وہ ملوث ہے۔ ہماری خواتین اور ہمارے بچوں کو شہید کر دیا جاتا ہے۔ فوج کی بمباری سے شہید ہوتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ sorry collateral damage ہوا ہے۔

جناب چیئرمین! اس وقت سوات میں اندر اندرونی طور پر بےگھر ہونے والوں کی تعداد 10 لاکھ سے بڑھ گئی ہے۔ فاٹا میں اس سے بھی زیادہ ہے۔ ۲۰ لاکھ سے زیادہ افراد اس پوری بیلٹ میں بےگھر ہو چکے ہیں۔ خواتین' بچے اور مرد در در کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! حاجی عدیل صاحب نے بالکل درست نشان دہی کی ہے میں تھوڑا ان کی بات کو آگے بڑھاؤں گا۔ 1994 میں' 1999 میں جو regulations نافذ ہوئے تھے ان پر عملدرآمد نہیں ہوا۔ جناب چیئرمین! سوات tribal area ہے۔ اس کی آئینی اور قانونی حیثیت کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔ جناب چیئرمین! یہ آرٹیکل ۲۶۴ اور آرٹیکل ۲۴۷ ہے۔ آرٹیکل ۲۴۶ کا Clause (b) جو ہے وہ Provincially Administered Tribal Area means No.1 میں سوات شامل ہے اور

دوسرے مالاکنڈ ڈویژن سارا ہے۔ اس کے بعد Artical No.247 Administration of Tribal Areas ہے اور اس میں تمام تر انتظام اور انصرام کی ذمہ داری صدر مملکت اور گورنر سرحد کی ہے۔ اس انتظام و انصرام میں اس پارلیمنٹ کا کوئی حصہ نہیں ہے اور فاٹا میں تو عدالت عظمیٰ اور عدالت عالیہ کو بھی کوئی اختیار سماعت نہیں ہے۔

جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے دور میں سارے فاٹا کے اندر Provincially Administered Tribal Areas یہ اختیار ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کو دے دیا گیا تھا۔ میں تھوڑی سی تصحیح کروں گا ادب اور معذرت کے ساتھ حاجی عدیل صاحب کی کہ یہ علاقے یحییٰ خان کے دور میں پاکستان کا حصہ بنے تھے اور 1973 کا آئین نافذ ہونے کے بعد جناب! ذوالفقار علی بھٹو صاحب مرحوم نے فاٹا میں یعنی Provincially Administered Tribal Areas میں Supreme Court اور High Court کے اختیار سماعت کو وسیع کیا تھا اور یہی وجہ تھی کہ FATA regulation criminal, FATA regulation civil اس کو 1989 میں یا 1990 میں پشاور ہائی کورٹ نے struck down کیا اور 1994 میں سپریم کورٹ میں اسکو struck down کیا گیا۔ اس کے بعد وہاں پر کوئی قانونی نظام آج تک قائم نہیں ہو سکا اور یہ اصل بنیاد ہے۔ ہم اگر چاہتے ہیں کہ اس علاقے کو control میں لائیں تو وہاں کے لئے قانونی نظام بنانا اور قانونی نظام نافذ کرنا یہ ازحد ضروری ہے اس کے بغیر یہ کام کسی صورت میں بھی نہیں ہو سکے گا۔ یہ اصل بات ہے اور یہ اصل مسئلہ ہے۔

جناب چیئرمین! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس علاقے میں میرے دوستوں نے ہمیں بھی کچھ باتیں سنائیں اور میں بھی سنا سکتا ہوں۔ جناب چیئرمین! افغانستان اور فاٹا پر آج بحث نہیں ہو رہی ورنہ میں وہ بات کرتا۔ سوات کی بات ہو رہی ہے، سوات بالکل پاکستان کے اندر واقع ہے۔ اس کی فاٹا سے کوئی سرحد نہیں ملتی۔ کسی بیرون ملک سے اس کی سرحد نہیں ملتی۔۔یہ اندر ہی واقع ہے اور میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ فوج نے دنیا کے کسی حصے میں بھی ملک کے اندر کبھی بھی انتظام کو درست طریقے سے نہیں سنبھالا ہے۔

ہم اگر سوات کے انتظام کو درست کرنا چاہتے ہیں تو فوج کو فی الفور واپس آنا چاہیے۔ یہ انتظام سول آبادی کے ذریعے ہی درست ہوگا۔ فوج نے جا کر civil administration کی نفی کر

دی اور اس کے بعد کوئی co-administration نہیں رہ سکی۔ جناب چیئرمین! سوات کے دوستوں کو تو شکایت یہ ہے کہ فوج کا گولہ طالبان کی فورس پر نہیں گرتا، عوام پر گرتا ہے۔ طالبان کا گولہ فوج پر نہیں گرتا، عوام پر گرتا ہے۔ جناب چیئرمین! سوات کے عوام اس وقت چکی کے دو پاٹوں کے اندر پس رہے ہیں۔ ایک طرف فوج ہے اور دوسری طرف طالبان ہیں، ایک پاٹ تو کم از کم ختم کر دیجیے۔ جناب چیئرمین! اے این پی کے دوستوں سے مجھے یہی شکوہ اور شکایت ہے کہ انہوں نے معاہدہ کیا اور اس معاہدے کو فوج نے تسلیم نہیں کیا۔ اگر فوج خوش دلی کے ساتھ اس معاہدے کو تسلیم کرتی تو سوات میں امن کب کا قائم ہو چکا ہوتا لیکن فوج نے اپنے آپریشن کو مزید تیز تر کر دیا۔

جناب چیئرمین! اس کے بعد پارلیمنٹ نے سوات اور فاٹا دونوں کے بارے میں قرارداد پاس کی۔ آج تک اس قرارداد پر عملدرآمد نہیں ہوا۔ پارلیمنٹ نے Monitoring Committee قائم کی اور Monitoring Committee کا کام کیا تھا کہ حکومت کو monitor کرے کہ وہ اس قرارداد پر کہاں تک عملدرآمد کرتی ہے؟ میں محترم میاں رضا ربانی صاحب کی خدمت میں بڑے ادب سے عرض کروں گا کہ آپ اس کے چیئرمین ہیں۔ آپ کا کام یہ نہیں ہے کہ آپ strategy طے کریں۔ Strategy طے کرنا حکومت کا کام ہے۔ آپ کا کام یہ ہے کہ آپ دیکھیں کہ حکومت نے کیا strategy طے کی ہے اور اس پر کیا عملدرآمد کیا ہے؟ حکومت اس کمیٹی کو betray کر رہی ہے۔ حکومت اپنا کام اس کمیٹی کے کندھوں پر ڈالنا چاہتی ہے اور اس طریقے سے اپنے آپ کو بری الذمہ قرار دینے کی کوشش کر رہی ہے۔

جناب چیئرمین! مسئلہ تب ہی حل ہو گا کہ پارلیمنٹ کی قرارداد پر عملدرآمد ہو۔ فوج کے آپریشن کو فی الفور روک دیا جائے۔ کہا جاتا ہے کہ وہاں پرخواتین کے mall پر بینر لگا ہوتا ہے کہ یہاں کوئی خاتون داخل نہیں ہو سکتی۔ فوج موجود ہے لیکن کس مرض کی دوا ہے؟ فوج بینر کو کیوں نہیں اتار رہی؟ پیر سمیع الحق کی لاش کئی دنوں تک لٹکتی رہی اور فوج سوات میں موجود تھی۔ کیا فوج کی connivance سے یہ کام نہیں ہوا؟ کیا فوج اور طالبان ان کے خلاف ایک نہیں بن گئے؟ جناب چیئرمین! بالکل درست کہا میرے دوستوں نے کہ ANP کے MPA اور وزیر صاحب کے گھر سے ان کے بچوں کو نکالا گیا اور چند سو قدم کے فاصلے پر فوج موجود تھی۔ بالکل درست

کہا کہ فوج کو اطلاع بھی کر دی گئی۔ فوج اگر نہیں آ رہی تو میں دعوے سے کہتا ہوں کہ جن لوگوں نے یہ کام کیا فوج نے ان کو بھیجا ہے۔

فوج ہی میری مجرم ہے۔ فوج ہی ہماری مجرم ہے۔ اس وقت سوات اور فاٹا میں جو کچھ ہو رہا ہے اسکی براہ راست ذمہ داری فوج پر عائد ہوتی ہے۔ خدارا! فوج ملک کے اندرون کا انتظام کبھی بھی نہیں سنبھال سکتی۔ ملک کے اندرون کے انتظام عدالت کے ذریعے، ملک کے اندرون کے انتظام قانون کے ذریعے سے، ملک کے اندرون کے انتظام عدل و انصاف کے ذریعے سے قائم ہو گا۔ حکمران خود قانون پر عمل کریں۔ حکمران اس وقت بھی اپنے آپ کو قانون سے بالاتر رکھ رہے ہیں۔ قانون عوام کے لئے ہے حکمرانوں کے لئے نہیں ہے۔ حکمرانوں کو قانون کی مثال بننا پڑے گا اور فاٹا میں Provincially Administered Tribal Areas میں جو نظام ہے یہ بالکل درست ہے کہ اس آئین کے اندر اسلام دیا گیا ہے لیکن اس اسلام پرعملدرآمد نہیں ہو رہا۔ اگر اس اسلام پر عملدرآمد ہو تو مجھے یقین ہے کوئی talibanization نہیں ہو گی لیکن اگر اس پر عملدرآمد نہیں کریں گے تو پھر تیار رہیں کہ پھر talibanization بھی ہو گی اور Great Game آگے بڑھے گا۔ Great Game کو روکنے کے لئے امت مسلمہ کا اتحاد درکار ہے۔ اس وقت پختون کو پنجابی سے کاٹ کر افغانستان کا حصہ بنانے کی کوشش ہو رہی ہے۔ ہرات کو کاٹ کر ایران کے ساتھ ملایا جا رہا ہے۔ ایران، پاکستان اور افغانستان کے بلوچوں کو سب سے کاٹ کر ایک کرنے کی بات ہو رہی ہے۔ کردوں کو عراق، ترکی اور ایران سے کاٹ کر کردستان کی بات ہو رہی ہے۔ امت مسلمہ کو جسد واحد بننا پڑے گا۔ دشمنوں کے ہاتھ کو کاٹنا پڑے گا اس کے بعد یہ کام ممکن ہے۔

جناب چیئرمین! سوات کے بارے میں آخر میں ایک بار پھر آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ فوج کی فی الفور واپسی کا اعلان کر دیجیے۔ وہاں کے عوام civil administration کے ذریعے سے مجھے یقین ہے کام کر سکتے ہیں۔ وہاں ایسے لوگ ہیں کہ وہ ثالث کا کردار بھی ادا کر سکتے ہیں لیکن اگر فوجی قوت استعمال ہو گی، جبر سے کام لیا جائے گا تو مسئلہ کبھی بھی حل نہیں ہو گا۔ و آخر دعوانا ان لحمد للہ رب العالمین۔

Mr. Deputy Chairman: Dr. Said please take the floor

آج آپ آخری speaker ہیں پھر اس کے بعد جانا بھی ہے۔ یہی چیزیں پھر رضا صاحب اور وٹو صاحب ادھر بھی convey کریں گے۔ انہوں نے actually ادھر ہی جانا ہے۔ میں ان سے یہی request کروں گا کہ دوسرے الیکشن مارچ میں ہوں گے۔ ابھی law and order کی situation پر بات کریں۔ .It is coming کسی دن ایسا نہ ہو کہ آپ منان ریسٹورنٹ پر گئے ہوں اور ادھر ہی سے آپ کو سوات اٹھا کرلے جائیں۔ ادھر سے فرنٹیئر بالکل ساتھ ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد ساجد: جناب چیئرمین صاحب! حاجی عدیل صاحب سے مجھے بالکل اتفاق ہے کہ چند سال پہلے تک سوات کا علاقہ امن کا گہوارہ تھا۔ It was not only an area of peace but it was a tourist paradise. ملک سے سیاح سیر و تفریح کے لیے سوات اپنی families کے ساتھ آتے تھے۔ یہاں پر tourists کے لیے ہزاروں restaurants, hotels اور سرائیں تعمیر ہوئی تھیں۔ There were cottage industries catching to the tourists اور جناب چیئرمین! tourism یہاں کے لوگوں کے معاش کا ایک بہت بڑا اہم ذریعہ تھا۔ جیسے کہ رزینہ صاحبہ نے فرمایا It was one of the most advanced districts of Frontier Province لیکن چند مہینوں سے یہاں پر صورت حال بالکل تبدیل ہوئی ہے۔ امن و امان کی صورت حال یہ ہے چیئرمین صاحب! کہ tourists تو کجا جو مقامی لوگ ہیں وہ سودا سلف کے لیے اپنے گھروں سے باہر نکل ہی نہیں سکتے۔ There is no question of tourism from outside. Tourism industry is all shut down, hotels or restaurants اور جتنی بھی cottage industries تھیں they are all locked. More than 186 schools have been completely dismantled. جگہ جگہ سے پلوں کو بھی اڑایا گیا ہے اور مینگورہ کے شمال کی جانب جتنا علاقہ ہے وہاں پر curfew نافذ ہے۔ اکثر دیہات جناب چیئرمین! ویران ہیں اور جتنے بھی گھر ہیں وہ کھنڈرات کا منظر پیش کرتے ہیں۔ Mr. Chairman! in this connection several questions arise and I will deal with some of them. پہلا سوال یہ ہے جناب چیئرمین! جب یہاں پر ریاست کی حکومت تھی تو یہاں پر ایک شرعی نظام نافذ تھا۔ گاؤں گاؤں میں شرعی عدالتیں تھیں۔ قاضی فیصلہ سناتے تھے، نہ کوئی کورٹ فیس تھی، نہ

وکیل کی فیس تھی، دو تین دنوں میں بڑے بڑے cases کے فیصلے ہو جاتے تھے اور لوگ بڑی خوشی سے اس فیصلے کو accept کرتے تھے۔ جناب چیئرمین! یہ شرعی نظام since 1947 یہاں پر نافذ تھا۔ اس میں کسی نے اعتراض نہیں کیا تھا۔ جناب چیئرمین! شرعی عدالتوں کا نظام وہاں کے عوام کا ایک جائز اور genuine مطالبہ ہے۔ مجھے حیرت ہے کہ اس نظام کو نافذ کرنے میں حکومت کیوں لیت و لعل کر رہی ہے۔

جناب چیئرمین! دوسرا سوال یہ ہے کہ سوات میں کوئی فوجی چھاؤنی نہیں ہے۔ جہاں جہاں بھی schools ہیں چاہے وہ لڑکیوں کے ہیں، چاہے وہ لڑکوں کے ہیں، فوجیوں نے اپنے camps ان سکولوں میں لگائے ہوئے ہیں، curfew نافذ ہے then how can anybody come and blow out the schools? فوج سکولوں کے اندر مقیم ہے، curfew نافذ ہے and the schools are blown out. کوئی فوجی زخمی نہیں ہے، کوئی فوجی جاں بحق نہیں ہے اور لوگ genuinely یہ پوچھ رہے ہیں کہ کیا فوج واقعی ان سکولوں کی تباہ کاری میں ملوث نہیں ہے۔

تیسری بات جناب چیئرمین! یہ ہے کہ اس وقت سوات میں جو اپریشن ہو رہا ہے، اس میں بہت بھاری اسلحہ استعمال ہو رہا ہے، ٹینک اور ہیلی کاپٹرز ہیں اور helicopter gunships ہیں۔ ایک یا دو طالبان کو مارنے کے لیے they are striking the whole village اور لوگوں نے لسٹیں تیار کی ہیں۔ جہاں جہاں پر لوگ جاں بحق ہوئے ہیں ان میں کوئی دہشت گرد نہیں ہے۔ وہ خواتین یا بچے ہیں۔ جناب چیئرمین! لوگ genuinely پوچھ رہے ہیں کہ قتل و غارت کا یہ سلسلہ وہاں پر کیوں جاری ہے؟

چوتھا سوال جناب چیئرمین! یہ اٹھ رہا ہے کہ یہ ایک عام phenomenon ہے کہ جن لوگوں کو گرفتار کیا جاتا ہے اور ایک دو دن رکھنے کے بعد ان کو دوبارہ چھوڑا جاتا ہے، سوات میں یہ عام تاثر ہے کہ جو کچھ ہو رہا ہے یہ طالبان اور فوج کی ایک ملی بھگت ہے۔ جناب چیئرمین! مجھے بالکل حاجی عدیل اور بلور صاحب سے اتفاق ہے کہ اس وقت سوات میں کوئی قانون نہیں ہے۔ 90 percent of the area, may be 100 percent is outside the writ of the Government. نہ وہاں پر کوئی پولیس ہے، نہ وہاں پر کوئی پولیس چوکی ہے۔ ٹریفک پولیس

بھی نہیں ہے - It is absolutely a wild area so far as law and order is concerned. لوگ genuinely پوچھتے ہیں کہ کیا یہ پاکستان کا حصہ نہیں ہے۔
جناب چیئرمین! مرکزی حکومت کی دلچسپی یہ ہے and I would like to draw your attention please اس وقت مرکزی حکومت سے نہ صدر نے سوات کا دورہ کیا ہے، نہ وزیر اعظم نے دورہ کیا ہے، نہ صوبہ سرحد کے گورنر نے دورہ کیا ہے، نہ صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ نے دورہ کیا۔ It is a pity. افغانستان میں بش آتا تھا۔ گولڈن براؤن ابھی افغانستان میں آیا ہے۔ وہ عراق جایا کرتے تھے why our leadership is not going to Swat. نہ سوات گئے ہیں اور نہ سوات کے جو internally displaced persons ہیں، جن کیمپوں میں وہ رہ رہے ہیں، نہ ان کیمپوں کا انہوں نے دورہ کیا ہے۔ کیا سوات کے لوگ پاکستانی نہیں ہیں؟ Are they not tax-payers? یہ کون سی سزا ان کو دے رہے ہیں؟ یہ awkward situation ہے۔ یہاں اتنی critical discussion ہو رہی ہے اور نہ Minister of Interior ہے اور نہ Minister of Defence ہے۔ That is absolutely a shame. جناب چیئرمین! میں بھی عرض کر دوں کہ 23 جنوری کو پارلیمنٹ کے سامنے سوات اور فاٹا کے 30 ہزار بندے آئے تھے اور وہ کہہ رہے تھے کہ آپ لوگ وہاں پر نہیں آ سکتے۔ We have come here. We want to plead our own case اور مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ حکومت کا کوئی اہل کار وہاں پر نہیں گیا ان کو سننے کے لیے کہ آپ کی کیا تکالیف ہیں and what we can do for you.
جناب چیئرمین! میں آخر میں یہ عرض کرتا ہوں کہ سوات کے مسائل کا جو حل ہے it is very simple, if you are serious اور اس کا حل یہ ہے کہ you implement the resolution that was passed by the Joint Parliament in October, 2008. یہ اس کا واحد حل ہے۔ اس کی

Clause 11 and 13, I want to read out. Clause says;

"The State shall establish its writ in the tribal zone and confidence building mechanism by using customary and local communities (Jirga) and the military will be replaced as early as possible by the civilian law

enforcing agencies."

جناب چیئرمین! یہ بات اکتوبر 2008 کی ہے۔ چار مہینے گزر گئے ہیں جناب چیئرمین! کمیٹی بنی

ہے، Swat is on fire and the fire is spreading and Mr. Chairman there is no

fire extinguishing arrangement. میں یقین سے کہتا ہوں کہ they will come when

there will be a point of no return. It needs immediate action. ہم نے جو joint

resolution pass کیا تھا اس میں. Clause 13 says:

"That mechanism for internal security be institutionalized by paying compensation for the victims of violence and rehabilitate those displaced from their home as soon as possible.

جناب! as soon as possible کیا ہے؟ چار مہینے گزر گئے

what do they want? Sir, we want the implementation of the Resolution passed by the Joint Parliament in October.

جناب! یہی واحد حل ہے۔

If we are serious, if we feel that Swat is an integral part of Pakistan and we should come to their help, there is no alternative but to implement the Joint Resolution that we passed in October, 2008. Thank your very much.

Mr. Deputy Chairman: Thank you. Now the House stands adjourned to meet again on Tuesday, 27th January at 1600 hours that is 4:00 pm.

[The House was then adjourned to meet again on Tuesday, the January 27, 2009 at 4:00 pm.]